وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

الحمد للہ کہ مسئلہ مجلس میلاد نبوی علی صاحبہا

الف الف الصلوۃ والتحیۃ جو مدت سے معرکۃ الآرا ہو رہا ہے اس کے متعلق ایک زبردست

علمی تحقیق میں رسالہ متبرکہ نافعہ المسمّٰی بہ

مولود الشریف

تصنیف لطیف زبدۃ المحققین عمدۃ المتکلمین حضرت مولانا مولوی سید عمر کریم صاحب

حنفی عظیم آبادی صانہ اللہ عن الشرور والفتن متوطن شہر عظیم آباد

باہتمام خاکسار سید محمد فرید ٹالوی منیجر مطبع

سنہ ۱۳۳۲ ہجری قدسی

مطبع الکبری کو دیکھ کر طبع ہوا

یہ کتابیں موجود ہین جناب مولوی عمر کریم صاحب اس نشان سے ملسکتی ہین ٹھکانا [illegible]

شفاء القلوب اس مین یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مقبول بندگان خدا کو اُن کی زندگی مین اور بعد موت کے وسیلہ پکڑنا اور اُن سے فریاد کرنا ایک ایسی سنت مستمرہ ہے کہ جو ابتدا سے اسوقت تک برابر جاری ہے اور اس مین احوال موتیٰ اور قبور سے بھی ایک وسیع بحث کی گئی ہے۔ مصنفہ جناب مولوی عمر کریم صاحب دام فیضہ قیمت فی جلد ۸ر

الکلام المحکم اس مین ایک سو پچھتر مجروح راوی کتاب بخاری کے لکھے گئے ہین۔ مصنفہ مولانا ممدوح۔ قیمت فی جلد ۲ر

کتاب الجرح علی البخاری اخبار اہلفقہ امرتسر پنجاب مین علمائے کرام احناف نے جو مضامین جرح کتاب بخاری کے ارقام فرمائے ہین یہ اُس کا مجموعہ ہے۔ مولفہ جناب مولوی سید عبد الغفور صاحب قیمت ۵ر

مولود شریف ہذا قیمت ۴ر

شفاء الناس و اکسیر العلاج

شائقین فن ہومیا پیتھک کو مژدہ ہو کہ فن ہومیا پیتھک کی کتاب شفاء الناس مولفہ جناب ڈاکٹر ملک صفدر حسین صاحب چھپکر تیار ہو گئی اس کتاب مین نئی نئی دوائیان زمانہ حال کے نئے نئے تجربہ داخل کر کے اس کتاب کی حیثیت بڑھائی گئی و مولف مذکور نے حق تالیف اسکا میر احمد رضا صاحب رئیس لودیکٹرہ پٹنہ کو عطا فرمایا ہے۔ چونکہ شفاء الامراض کی قیمت پانچ روپیہ تھی اور اکثر شائقین کو اسکی خریداری جبر ہوتی تھی اسلئے بنظر رفاہ عام میر احمد رضا صاحب نے اسکی قیمت کم کردی۔ دو روپیہ علاوہ خرچ ڈاک مقرر فرمایا ہے و نیز اکسیر العلاج مولف موصوف نے بطریقہ علاج ڈاکٹر سوسلر صاحب تالیف کی ہے۔ جسکی قیمت قبل مین (عہ) دو روپیہ تھی مگر اب بخیال رفاہ عام ایکروپیہ کردیگئی ہے۔ جن حضرات کو ضرورت ہو طلب فرمائین۔

اصول اسلام

چونکہ فی زمانہ انگریزی تعلیم اس درجہ پر رواج پاگئی ہے کہ لوگ اپنے بچون کو سوادخوانی کے بعد انگریزی مدارس مین داخل کردیتے ہین جہان سوائے دنیاوی تعلیم کے ایک شخص بھی مذہبی باتون کا بتانیوالا انہین ملتا اور جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچونکو اپنے ضروری مسائل تک کی واقفیت نہین ہوتی اس لئے انہین لوگون نے جناب مسیح لودیکٹرہ کریم الدین احمد صاحب رئیس کو مجبور کیا کہ رسالہ "اصول اسلام" جو انھون نے اپنے فرزند سید قطب الدین کیلئے تصنیف کیا تھا چھپوادین تاکہ وہ لوگ جو انگریزی مدارس مین تعلیم پاتے ہین اور اصول اسلام سے محض ناواقف ہین اس رسالہ کو پڑھکر فائدہ اٹھائین مصنف مذکور نے اس رسالہ کو نہایت عام فہم اردو مین لکھا ہے اسمین تمام ضروری مسئلہ مسائل وارکان حج وغیرہ مندرج کئے ہین۔ کاغذ بھی اس رسالہ کا نہایت اچھا سفید ہے اور حرف بھی نہایت پاکیزہ اور جلی ہے۔ یہ کتاب اصول اسلام جاننے کے لئے خاصکر لڑکیون کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت اسکی محض خرچ پر اکتفا کر کے بخیال رفاہ عام مصنف نے ۳ر علاوہ محصول رکھا ہے حضرات جلد طلب فرمائین

المشتہر محمد فرید منیجر اکبری پریس لودیکٹرہ پٹنہ

ہین مقاصد طبع کے جو کچھ جناب ✤ مطبع یہ بر لائیگا باآب و تاب

صاحبان تالیف و تصنیف و تجار و زمینداران و اہل حرفہ کو مژدہ ہو کہ چونکہ اس شہر مین کوئی مطبع بھی ایسا نہ تھا کہ ضروریات پبلک کو ملحوظ رکھکر بروقت ضرورت اشد رفع کیا کرتا۔ لہذا ہمارے رئیس شہر جناب میر احمد رضا صاحب لودیکٹرہ پٹنہ نے ایک مطبع نہایت اہتمام سے مسمّے بہ **اکبری پریس پٹنہ لودیکٹرہ** مین کھلوا دیا ہی۔ اس مطبع مین ہر قسم کا کام۔ اردو ہندی۔ ناگری۔ انگریزی وغیرہ کیا سادہ معمولی کیا رنگین کیا سنہرہ غایت حسن و خوبی سے وقت پر چھپکر ان شاء اللہ المستعان ملجایا کریگا۔ اس مطبع مین وعدہ کا بہت خیال رکھا گیا ہی اور اس لئے کل ملازمان یعنی پریسمین و کلمین و خوشنویس و منیجر وغیرہ نوکر رکھ لئے گئے ہین تاکہ لوگون کا کام ہرج نہو۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۱۳ء سے یہ مطبع نہایت حسن و خوبی کیساتھ کام انجام دے رہا ہی اور جن جن صاحبون نے اس مطبع مین کام دیا نہایت خوش ہوئے چونکہ وعدہ پر کام انجام ہوگیا۔ اکبری پریس پٹنہ لودیکٹرہ مین نادر کتابین و رسید زمینداری و روشنائی کاپی و پتھر و پریس وغیرہ بھی فروخت کے لئے موجود ہی۔ امید کہ جن صاحبونکو ضرورت ہو کار لائقہ سے یاد فرمائین۔

نوٹ:- معمولی پیمانہ کی کتاب کاغذ سفید عمدہ ایکہزار چھپوانے والے کو دو پیسہ جزو مرتب مع ٹائیٹل پیج وغیرہ ملتی ہی اور پانچسو چھپوانے والے کو ڈھائی پیسہ جزو چھاپکر دیجاتی ہے اور اوسط درجہ کے کاغذ مین ایکہزار چھپوانے والے کو ڈیڑھ پیسہ اور پانچ سو چھپوانے سے دو پیسہ جزو چھپتی ہے۔ بقیہ چیزون کی اجرت مثلاً رسید یا رقعہ شادی یا کوئی اعلی قسم کی کتاب رنگین یا پھولدار وغیرہ کی چھپائی بذریعہ خط یا بالمشافہ طے ہو سکتی ہے۔

المشتہر سید محمد فرید منیجر اکبری پریس پٹنہ لودیکٹرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد اخبار الہلال کلکتہ مرقومہ بتاریخ ۵ ربیع الاول سنہ روان اتفاقاً میری نظر سے گذرا اوس مین ایک مضمون طولانی نسبت مولود شریف کے دیکھنے مین آیا جسکی سرخی مجلس مولد نبوی (صلعم) ہے ہمنے اوسکو پڑھا اوس مین مولود شریف کے متعلق چند سوالات کئے گئے ہین اور جناب فاضل ایڈیٹر الہلال نے اوسکا جواب دیا ہے اس جواب مین فاضل ایڈیٹر نے مجالس مولود کے بہ نسبت تو اپنا یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ اس سے زیادہ اہم عظیم المنفعۃ اور قوم کے لئے ذریعہ ارشاد وہدایت اور کوئی اجتماع نہین ہے لیکن وہ معجزات اور خوارق جو وقت حاملہ ہونے حضرت آمنہ اور وقت ولادت سرور کائنات مفخر موجودات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور مین آئے تھے اور جسپر مذہب شیعہ اور سنی دونون کا اتفاق ہے اور جو عام میلاد کی کتابون مین لکھے گئے ہین اون سب سے کلیتہً نہایت سختی سے انکار کیا اور یہ کہا ہے کہ سرے سے یہ تمام واقعات از قسم قصص و

حکایات موضوعہ ہین کسی ایک واقعہ کو بھی اون مین سے صحیح نہین قرار دیا ہے اور
اون سب احادیث صحیحہ کو جو اس بارہ مین آئے ہین اور جنکو اکابر محدثین نے مختلف
طرق سے روایت کیاہے یکدم سے موضوع اور غیر صحیح کہا ہے اور اون بڑے بڑے
محدثین کے شان مین جو دوسری صدی سے لیکر نوین صدی تک ہوئی ہین
اور جنہون نے وہ حدیثین روایت کی ہین جنمین ولادت وغیرہ کے وقت جو
معجزات ظہور مین آئے ہین اونکا بیان ہے یہ سب الفاظ استعمال کئے ہین -
مہدا جمیع اقسام افترا و مکذوبات - ینبوع خرافات - حاطب اللیل - شاعر
قصاص - سرچشمہ موضوعات - ضلوا واضلوا - فلیتبوا مقعدہ من النار وغیرہ وغیرہ
یعنی یہ سب مفتری ہین جھوٹے ہین قصہ گو ہین شاعر ہین جہنمی ہین خود بھی گمراہ
ہین اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا وغیرہ وغیرہ اور یہ صرف اسواسطے کہ انہون نے
ایسی ایسی حدیثون کی کیون روایت کی گرچہ وہ صحیح بھی ہون ولس - علمائے بیچارے
بھی جو ان سب حدیثون کو صحیح سمجھتے ہین نادان وغیرہ بنائے گئے ہین - اور
اون کے علم پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے اور اون پر غفلت اور مداہنت کا الزام
لگایا گیا ہے - غرضکہ اوسمین اسی قسم کے اور بہت سے باتین لکھی گئی ہین اور
حد سے زیادہ افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے -

چونکہ ایسی تحریرات کا اپنی حالت پر چھوڑ دینا اور اوسکا جواب نہ دینا لوگون
کے حق مین سخت مضر ثابت ہوا ہے اسواسطے مین نے اوسکا جواب لکھنا
مناسب سمجھا تاکہ لوگ اوسکے اثر بد سے محفوظ رہین - اور چونکہ جواب دیکھنے کے
وقت اصل مضمون کا بھی ناظرین کے پیش نظر رہنا ضرور ہے اسواسطے
وہ پوری تحریر اظہار الضلال کی بھی مِن اوّلِہٖ اِلٰی آخرہٖ
نقل کرتا ہون - وھو ھذا -

الہلال

۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ ہجری

اسئلہ و اجوبتہا

مجلس مولد نبوی صلعم

و احادیث ضعیفہ و موضوعة

(از جانب احمد حسین خانصاحب - بی - اے)

چند دنون کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنیوالا ہے، جبکہ مولود شریف کی مجلس جابجا منعقد ہونگی، لیکن جس طریقہ سے یہ مجلس منعقد ہوتی ہین اور جو حالات و واقعات انمین بیان کیے جاتے ہین، معلوم نہین جناب کا خیال اس بارہ مین کیا ہے؟ لیکن مین تو اس کو نہایت افسوسناک سمجھتا ہون اور یقین کرتا ہون کہ یہی حالات و واقعات ہین جنہون نے حضرت بانی اسلام کی پاک زندگی کے متعلق مخالفین کے دلون مین شکوک پیدا کر دیے ہین - ایک مدت سے میرا خیال تھا کہ ایک مختصر رسالہ حضرت کے حالات مین جمع کرون جس کو مولود شریف کی مجلسون مین پڑھا جائے، لیکن جسطرح کے حالات کا متلاشی تھا، وہ کہین نہین ملتے تھے۔ عرصہ ہوا کہ ایک رسالہ منشی امیر احمد امیر مینائی نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اسمین حالات زندگی ایک بہت بڑے عالم کی مدد سے

لکھے گئے ہین، لیکن اسکو بھی دیکھا، از سرتاپا وہی قصے بھرے تھے۔ اس سال مینے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھی اور چند علمائے دین کو بغرض اصلاح سنائی، لیکن وہ اس امر پر نہایت برہم و ناراض ہوئے کہ ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمین نہ تھے۔ جو تمام کتب مولود مین بیان کیے گئے ہین۔ مینے ان مین سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا کہ کیا یہ واقعات مستند تاریخون اور حدیث کی کتابون مین لکھے ہین؟ انہون نے جواب مین لکھا کہ "یہ تمام واقعات و معجزات صحیح ہین جنکو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشہ بیان کیا ہے۔ بڑے بڑے علمائے دین اور اکابر اسلام نے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ اور ان کو پڑھا ہے، اور مجلسون مین سنا ہے۔ البتہ آجکل کے نیچریون اور لامذہبون کو انکے ماننے مین تامل ہے، کیونکہ انگریزی کی کتابون مین مرقوم نہین۔

آپ ہمیشہ ہم انگریزی دانون کو الحاد اور مذہبی غفلت کا الزام دیتے ہین، لیکن جس انداز اور طریقہ سے دیتے ہین، اوسکی وجہ سے ہم نہایت خوش ہین اور آپکو اپنا خیرخواہ اور مصلح سمجھتے ہین، لیکن خدا کے لیے اس بارے مین میری تشفی کر دیجیے کہ آیا یہ واقعات واقعی مستند کتابون مین مرقوم ہین؟ اور ان مین شک کرنا نیچریت اور مذہب سے کنارہ کشی ہے؟ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو انصاف کیجیے کہ کیا یہ واقعات عقل مین آتے ہین؟ اور ان کو آجکل کوئی تسلیم کر سکتا ہے؟ معاف فرمائیگا اگر ایسے ہی واقعات سنا کر آپ ہم کو دینی جذبات سے بیگانگی کا الزام دیتے ہین تو دیجیے، ہماری سمجھ مین تو نہین آتے۔ وہ واقعات یہ ہین۔

(۱) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا نیز اوس شب کو تمام جانورون اور پرندون

نے گفت گو کی۔

(۱) ۔۔۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا

(۲) جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا تو دو سو عورتین شک سے مر گئین

(۳) ۔۔ حضرت کی ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھ گیا۔ قصر نوشیروان کے کنگورے گر گئے اور خانہ کعبہ کے بت اوندھے ہو گئے۔

(۵) ولادت کے بعد حضرت کچھ دیر کیلئے غائب ہو گئے اور پھر کسی نے بہشتی کپڑون مین لاکر رکھدیا۔

(۶) روشنیون کا نمودار ہونا اور عجیب عجیب آوازون کا سُنائی دینا۔

اطلاع

آپ کا جوش دینی، و محبت ایمانی، و فکر اصلاح مجالس ذکر مولد، مستحق تحسین و لائق تشکر ہے۔ جزاکم اللہ تعالے!

آپ نے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑ دی۔ جی چاہتا ہے کہ بلا تامل صفحے کے صفحے لکھ جاؤن، لیکن افسوس کہ وقت اور گنجایش سے مجبور ہون، لہذا چند کلمات ضروریہ پر اکتفا کرتا ہون۔

فضیلت مجالس ذکر صلعم

مولود کی مجالس کا عجیب حال ہے۔ مقصد مجلس کے لحاظ سے دیکھئے تو فقیر کے اعتقاد مین اس سے زیادہ اہم، عظیم المنفعۃ، اور قوم کیلئے ذریعہ ارشاد و ہدایت اور کوئی اجتماع نہین۔ لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالئے تو اجتماعی و مجلسی قوتون کے ضائع کرنے کی بھی اس سے زیادہ اور کوئی افسوسناک مثال نہین ملیگی۔ اسلام ایک تعلیم تھی، اور اس تعلیم کا عملی نمونہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کہ :..

لقد کان لکم فی رسول اللہ	بیشک رسول اللہ کی زندگی مین اون لوگون کیلیے پیروی
اسوۃ حسنۃ لمن کان	اور اتباع کا ایک بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور یوم آخرت
یرجو اللہ والیوم الاخر	سے ڈرتے، یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے اور بکثرت
وذکر اللہ کثیرا (۳۳ : ۲۲)	ذکر کرنے والے ہین ۔

حضرت (عایشہ) سے پوچھا گیا کہ اوس صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا؟
فرمایا: خلقہ القرآن ! اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن کو دیکھ لو
کہ اس "کتاب مرقوم" کا وہ ایک ظل مجسم، اور اسکے عملی نمونے کی ایک
"لوح محفوظ" ہے! وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون (۸۳ : ۱۸)
پس مولود کی مجلسون کا اصلی مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ اس " اسوۂ حسنہ" کے جمال
الہی کی تجلی گاہ ہوتین ۔ آنحضرت کے صحیح حالات زندگی سنائے جاتے، انکے
اخلاق عظیمہ اور خصائل کریمہ کے اتباع کی لوگون کو دعوت دی جاتی، اور
اون اعمال کا دلون مین شوق و ولولہ پیدا کیا جاتا، جو ایک "مسلم و مومن"
زندگی کے کیرکٹر کا اصلی مایۂ خمیر ہین، اور جنکے اتباع نے صحابہ کرام کی زندگی
کو اس درجہ تک پہنچا دیا تھا کہ لسان الہی نے یحبہم ویحبونہ کی صدائے
محبت سے انکی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ	اے پیغمبر! مدعیان محبت الہی سے کہدو کہ اگر تم واقعی اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ	سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اور اگر تم نے ایسا
ویغفر لکم ذنوبکم	کیا تو تم کو اللہ کی محبت کے دعوے کی ضرورت نہوگی
واللہ غفور الرحیم	بلکہ خود اللہ تمکو اپنا محبوب بنالیگا اور تمہارے گناہون کو
	بھی بخشدیگا وہ نہایت مہربان بخشنے والا ہے ۔

اگر ایسا ہوتا تو۔،

ظاہر ہے کہ ان مجالس سے بڑھکر مسلمانون کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ اور کیا تھا یہ تمام کانفرنسین اور انجمنین جنکا چارون طرف ہنگامہ بپا ہے، ایک طرف، اور اوس مجلس کا ایک لمحہ ایک طرف، جو اس "اسوۂ حسنہ" کے نظارہ مین بسر ہو ہماری مجلس اسی ذکر کے لئے ہونی چاہئین، اور ہماری آنکھین اوسی جمالِ جہان آرا کے نظارے کے لیئے:

خدا سرے تو سودائے تری زلف پریشان کا ولنعم ما قیل۔

مصلحت دید من آنست، کہ یاران ہمہ کار، بگذرانند، وخم طرہ یاری گیرند!

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اعمال کی صورتین مسخ نہین ہوئی ہین۔ مگر حقیقت غارت ہوگئی ہے۔ قومی تنزل کے معنے یہی ہین کہ تمام قومی و دینی اشغال بظاہر قائم رہتے ہین لیکن انکی روح مفقود ہوجاتی ہے۔ یہ نہین ہے کہ ہماری مسجدین اجڑ گئی ہون، کتنے جھاڑ اور فانوس ہین جنسے مسجدین بقعہ نور بنائی جاتی ہین، مگر رونا یہ ہے کہ دل اُجڑ گئے ہین، اور یہ وہ بستی ہے کہ جب یہ ویران ہوجائے تو پھر آبادی کہان؟

مجھے یہ ڈر ہے، دل زندہ! تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے!

فانھا لا تعمی الابصار، ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

مجھے کیا کہنا تھا، اور کیا کہنے لگا۔ بہرحال مولود کی مجلسین بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا، جسکی صورت تو قائم ہے، مگر حقیقت مفقود۔ محض ایک بے تقریب ہی جوش اور رسمی صحبتون کے ضروری سمجھ لی گئی ہے۔ اور امرا، رؤسا رے تو اپنی نمایش اور ریا، دولت کا اسکو بھی

ایک ذریعہ بنالیا ہے۔

آنحضرت کے صحیح حالات زندگی اور اون انقلابات عظیمہ کے بیان کی جگہ (جو آپکی ولادت کے واقعہ نے مشرق و مغرب مین پیدا کردیے) کتنے افسوس کی بات ہے کہ محض چند روایات ضعیفہ و قصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنے بڑے علمی و دینی جذبے کو قربان کردیا جاتا ہے؟ اور پھر اگر محض طبقہ عوام کا یہ حال ہو تو قابل شکایت نہین، لیکن تعجب اور صد ہزار تعجب ہے اس بوالعجبی پر، کہ صدہا علماء ملت ہین جو باوجود ادعاے رسوخ حدیث وسیر، و وسعت نظر و علم، ان روایات کو خاموشی کے ساتھ سنتے ہین، خود پڑھتے ہین اور لوگون سے پڑھواتے ہین، مگر ایک لمحہ کیلئے بھی ان کے دل مین تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہین ہوتی۔

ان هذا من اعاجیب الزمن!

کاش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت ہونیکے نسبت کی گئی ہے وہ اس مجلس کی اصلاح حال کیلئے .... کی جاتی۔ وہ تمام چیزین جو قوم مین شوق و شغف کے ساتھ موجود ہون درحقیقت ایک قوت ہین، پس سب سے اول کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اسٹیم کو ضائع کرنیکی جگہ اس سے مفید کام لیا جائے۔ البتہ اگر اصل کار ہے جادۂ شریعت سے منحرف ہو اور صورت اصلاح مفقود، تو پھر اوسکے استیصال کی کوشش امر بالمعروف مین داخل اور ناگزیر ہے۔

۔ غفلت و مداہنت علما و تشدد بے محل ہزار تعجب ہی اس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوی علم پر، جسکے جواب کے بعض جملون کو اپنے نقل کیا ہے درحقیقت یہی وہ مذہب کے نادان حامی ہین، جنکی دوستانہ حمایت، ہمیشہ

دشمنون کی مخالفت سے زیادہ مذہب کے لئے مضر رہی ہے جن روایات
کی نسبت آپنے تحقیق چاہی تھی، اُن کا انکار نہ تو نیچریت ہی اور نہ الحاد،
بلکہ عین شیوۂ اسلام وایمان ہے، اور ہر صاحب نظر، جسکو فن حدیث
وسیر سے کچھ بھی خبر ہو گی، ایک لحہ کیلئے بھی ان روایات کو تسلیم نہین
کریگا۔ آپ اس سعی و کوشش کیلئے مستحق تحسین تھے، افسوس کہ اس
نادان مدعی علم نے تشدد مذہبی کا بیجا استعمال کیا، حالانکہ جو محل استعمال ہین
ان کی ہمارے علما، خبر بھی نہین لیتے۔

بہت سے لوگ مین جو تشدد مذہبی اور تعصب دینی کو علما، حال کی
طرف منسوب کرتے ہین اور بہر برسون سے اسیر رو رہے ہین، لیکن مین
اسے صحیح نہین سمجھتا۔ مجکو تو شکایت ہی کہ جس درجہ تشدد مذہبی علمائ مین
ہونا چاہئے، افسوس ہے کہ نہین ہے۔ صدہا امور ایسے ہین جن مین صاف
طور پر ان کی بیجا تسامح و مداہنت کو دیکھ رہا ہون اور حق و معروف کی علان
سے دانستہ اعراض کیا جا رہا ہے۔ البتہ چند چھوٹی چھوٹی باتین ہین،
جنمین تشدد کا اظہار ہوتا ہے، مگر چونکہ یہ اظہار بے محل ہوتا ہے۔ اسلئے
محض رائگان جاتا ہے، بلکہ اکثر موقعون مین اور مضر ہوتا ہے۔

ایک بہت بڑا نکتہ عمل یہ ہے کہ ہر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل
مین ہو۔ آپ اسٹیم کو جس سے سمندرون مین جہاز، خشکیون پر ریل، اور
کارخانون مین مشینین چلتی ہین۔ ٹاٹ کی بوریون مین بھر کر غبارہ بنانے
کی کوشش نہ کیجئے۔ ورنہ آپ کی قوت اور سعی، دونون رائگان جائنگی
یہ اس ذکر کے چھیڑنے کا وقت نہین، ورنہ بجائے خود ایک داستان
طولانی ہے۔ اپنی مصیبتون کا حال یہ ہے کہ چادر کا کوئی گوشہ دھبے سے خالی

نہین۔ کس کس چیز کو بیان کیجئے کس کس کے حال پہ روئیے، اور پھر اتنا وقت کہان سے لائیے؟

آسودہ شبے باید و خوش مہتابے
تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کے صحت و عدم صحت کی نسبت ضمناً جس خیالات کا آپنے اظہار فرمایا ہے، افسوس کہ فقیر اس سے متفق نہین۔ وہ ایک نہایت خطرناک اصولی غلطی ہے، جسمین زمانہ حال کے مدعیان تحقیق واجتہاد اور رہروان جادۂ تطبیق عقل و نقل برسون سے مبتلا ہین آپ نے بار بار اس سوال کو دُہرایا ہے کہ "اگر یہ روایات صحیح ہین تو کیا عقل مین آسکتی نہین؟ جواباً گزارش ہے کہ روایات تو یقیناً صحیح نہین ہین، لیکن یہ اصول ہی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپ کی عقل مین نہ آئے وہ یکسر غلط و موضوع ہے؟

آپ بلا تامل پوچھئے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہان تک صحیح اور قابل قبول ہین؟ اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہے آپ کے مقصد کے حصول کیلئے کافی ہے، لیکن یہ کہان کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و باطل ہے کہ واقعہ کی صحت کیلئے پہلی شرط آپ کے عقل کی تصدیق ہے؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے ہین مگر نہین سمجھتے کہ کیسی خطرناک سوفسطائیت کی راہ ہے، جو طرح آپکے سامنے کھلجاتی ہے۔ ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کیلئے پہلی چیز اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس نہ کہ زید عمر

کی عقل مین آنا۔ مجکو یقین نہین کہ مارکونی ٹیلی گرام کو آپکی عقل تسلیم کرتی ہو۔ اور غالباً آپ نے ابتک اسکا عینی مشاہدہ بھی نکیا ہوگا، لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کی خبر یورپ کے کسی مستند پرچے مین دیکھی ہوگی، اور تمام اخبارون مین اسکی شہرت کا غلغلہ مچا ہوگا، تو فرمائیے، آپنے اسکی تصدیق کی تھی یا انکار؟

آپ کو معلوم نہین کہ یہی وہ سرحد ہے جہان سے (باوجود اتحاد مقصد وصول) مجھے آجکل کے مصلحین مذہب سے الگ ہوجانا پڑتا ہے۔ ان لوگونکا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خودساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہین، معاً اس سے انکار کردینے کیلئے بیچین ہوجاتے ہین، اور پھر اس انکار محض کو "تطبیق منقول ومعقول" کے مرعوب کن لفظ سے تعبیر کرنے کے علانیہ تمسخر سے نہین شرماتے:۔

وتقولون بافواهکم مالیس لکم بہ علم، وتحسبونہ
هنیا وهو عند الله عظیم (۲۴ : ۱۵)

حالانکہ اگر ان کو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا ہوتا اور علم وفن پہ نظر ہوتی، تو وہ دیکھتے کہ اسی مقصد کو اصول فن کے ساتھ چلکر بھی حاصل کرسکتے ہین۔

کیا ضرورت ہے اسکی کہ ان روایات کی محض اسوجہ سے تغلیط کردیجائے کہ وہ ہماری عقل مین نہین آتی، جبکہ ہم اصول مقررہ حدیث وآثار، وطرق جرح وتعدیل روایت، وتحقیق ونقد درایت، وشہادات موثقہ ارباب علم وفن کی بناپر بغیر ادنی وقت کے ثابت کرسکتے ہین کہ یہ روایات ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہین، اور اصول فن سے لائق احتجاج نہین۔ اور

اسطرح بغیر سررشتۂ اصول کو ہاتھ سے دیئے؟ اوسے منزل مقصود تک پہنچ سکتے
ہین۔ معلوم نہین آپنے مری گزارش کو سمجھا بھی یا نہین؟ مین کہتا ہون کہ
بہت سی باتین ہین جنکے انکار کرنے مین ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور
ہم متفق ہون، لیکن پھر ہم مین اور اون مین بعد المشرقین ہے۔ وہ محض
اس بنا پر انکار کرتے ہین کہ انکی عقل مین نہین آتی، اور ہم اسلئے انکار کرتے
ہین اصول فن سے انکا قابل تسلیم ہونا ثابت نہین۔ فای الفریق احق
بالامن ان کنتم تعلمون؟ آپ کہینگے کہ نتیجہ دونون کا ایک ہے
مین کہونگا کہ منزل تک پہنچنے ہی پر سفر کی کامیابی موقوف نہین ہے، بلکہ
بہت کچھہ راہ سفر کی تعین و انتخاب پر۔ وشتان ما بین خل و خمر۔
آپ کو نہین معلوم، صدہا باتین ہین کہ آجکل کے مصلحین بھی کہتے ہین اور
انہین کو امام غزالی اور شاہ ولی اللہ قدس سرہ ہمانے بھی کہا ہے، مگر پھر
دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے، ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے
اور دوسرے سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے، حالانکہ مقصود پہلی جماعت کا
بھی تقویت مذہب ہی ہے۔ یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق
کا نتیجہ ہے۔ آپ لوگون کو شکایت ہے کہ علما آجکل کی چیزون پر متوجہ نہین ہوتے
یہ سچ ہے، مگر اسکو بھی تو دیکھئے کہ آپ لوگون نے انکی نظرون کو متوجہ کرنے
ہی کا کونسا سامان کیا ہے؟ لوگ دیکھتے ہین کہ جس چیز کو آپ "تطبیق عقل
و نقل" کہتے ہین، وہ صرف ایک تیز و برق خرام قینچی ہے، جس کو آپنے
اٹھایا اور بے تکان قطع و برید شروع کردی۔ نہ علم و فن سے مس ہے،
نہ اصول و قواعد کی خبر ہے، نہ کتابون پر نظر ہے، اور نہ اوس زبان سے
واقفیت ہے، جس سے قرآن و حدیث کو الگ نہین کیا جا سکتا۔ پھر

آپ کی وقعت کرین تو کیا کرین ؟ گو مین اپنے عقیدے مین اس اغماض کو بھی علما کی ایک سخت غلطی سمجھتا ہون اور بیان وجوہ کا یہ موقع نہین، تاہم اگر وہ اپنے اغماض کی یہ توجیہ کرین تو آپ کیا جواب دین گے ؟

مین جو ہمیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے متبع طریقت (سید رشید رضا) کی تعریف کرتا ہون تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ انہون نے بہ نسبت ہندوستان کے مصلحین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیال رکھا ہے، حالانکہ ضرورت ان کے سامنے بھی وہی تھی جو یہان درپیش ہے۔

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لین۔ عقل و تفلسف کو زحمت دینے کی ضرورت نہین، سرے سے یہ تمام روایتین ہی از قبیل قصص و حکایات موضوعہ ہین، جنکا کتب معتبرہ حدیث مین نام و نشان تک نہین۔

طبقۂ محدثین وجماعت قصاص و وعاظ

اس تفصیل کی یہان گنجایش نہین مگر چند الفاظ کہونگا۔ یہ کیسی سخت بدبختی کی بات ہے کہ آج مسلمانون مین جن چیزون کی سب سے زیادہ شہرت اور عوام و خواص مین جو بیانات سب سے زیادہ مقبول ہین، وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور ناقابل التسلیم بھی ہین۔ یہ حال ہر علم و فن کا ہے، تاریخ مین وہی کتابین اور انہی کتابونکی حکایت مشہور و مقبول ہین، جنکے بعد ہمارے یہان خرافات و اکاذیب کا کوئی درجہ نہین۔ سیر و فضائل مین بھی انہی کتابونکو قبول عام حاصل ہے، جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصاص و واعظین تھے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قدما کی کتابون پر نظر نہین اور ہر علم و فن مین تمام تر دارومدار متاخرین پر ہے، یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے، اور چند کتابون سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ جمع کر دینا

ہی انکی قوت تصنیف کا سدرۃ المنتہی تھا۔

مین نے دو مرتبہ "قصاص و واعظین" کا لفظ کہا، یعنی مذہبی وقصص حکایات سے گرمی محفل کا کام لینے والے، واعظ فی الحقیقت یہ طبقہ ہمارے یہان ابتدا سے سرچشمہ موضوعات، و مبدء جمیع اقسام افترا، و مکذوبات، و ینبوع خرافات وحکایات رہا ہے۔ یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو: نظار عوام مین پُر لفریب و پرکشش بنانے کیلئے مجبور تھے کہ قصص وحکایات کی تلاش و جستجو مین رہین اور اگر میسر نہ آئین تو خود وضع کرین۔ یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔ پھر یہ لوگ اس طرحکی تمام روایتون کو شاعرانہ اغراق و تغلیب، اور داستان طرازانہ اضافہ و تحشیہ کے ساتھ اپنی مجلسون مین بیان کرتے تھے، اور رفتہ رفتہ مرض متعدی ہوجاتا تھا۔ علی الخصوص متاخرین ایران مین بعض لوگون نے وعظ گوئی کو ایک مستقل فن بنادیا، اور چونکہ قابل اور اہل قلم بھی تھے، اسلئے اپنی مجالس کو کتب سیر وقصص کی صورت مین مدون بھی کردیا ضلوا فاضلوا، فویل لھم ولاتباعھم مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفی) اور ملا معین الدین ہروی) انہین لوگون مین سے تھے۔ علی الخصوص آخرالذکر شخص جو فی الحقیقت انشا پردازی و حکایت طرازی و اقتباس روایات ضعیفہ و موضوعہ، و تاویلات رکیکہ۔ قرآن و سنت، وعبور و رسوخ اسرائیلیات و روایات یہود مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا۔

شاید بہت سے لوگون کو یہ معلوم نہین کہ آج اُردو زبان مین جسقدر مولود لکھے گئے ہین اور رائج ہین، وہ سب کے سب بے واسطے یا بالواسطہ اسے (ملا معین ہروی) کی کتابون معارج النبوۃ تفسیر سورہ یوسف سوسوم

بہ نقرہ کار، قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام موسوم بہ اعجاز موسوی وغیرہما سے ماخوذ ہین۔

اسمین شک نہین کہ ان کتابون مین بعض حصے نہایت دلچسپ اور قابل دید ہین، مثلاً وہ صوفیانہ و عارفانہ لطائف و نکات ایات و احادیث جو اقوال و مرویات صوفیائے سے لیے گئے ہین، یا خود اپنے پیدا کیے ہین لیکن تاہم ان لطایف کو کیا کیجیے۔ کہ اصل موضوع ہی سرتا سر بنوع خرافات ہے۔

یہ لوگ ان مین سے اکثر چیزون کے خود موجد نہ تھے، بلکہ اپنی جماعت کے پیشرو افراد کے متبع، لیکن فارسی مین لکھکر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع کر کے لوگون نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و ہند مین پھیلا دیا، اور چونکہ عوام بالطبع اس غذا کے خواہان ہین، بغیر کسی قت کے ان کو قبول عام حاصل بھی ہو گیا۔ و القصہ بطولہا۔

قصص کتب مولد کا سرچشمہ اول۔

آپنے جن روایات کی نسبت استفسار کیا ہے۔ (آپ کو سنکر تعجب ہو گا کہ) ان مین سے ایک واقعہ بھی ایسا نہین ہے، جو اصول فن حدیث کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جا سکے، اور جسکو کتب معتبرہ محدثین مین روایت کیا گیا ہو۔ (صحاح) ان قصص سے خالی ہے۔ عام مسانید و معاجم اور مصنفات مشہورہ مین بھی کوئی لائق احتجاج نبوت نہین ملتا۔ حافظ (سیوطی) نے (جمع الجوامع) مین جمع احادیث کا پورا التزام کیا ہے، لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان روایات کا اسمین کہین پتہ نہین (کنز العمال) مین متعدد ابواب تھے جہان یہ روایات آسکتی نہین مثلاً (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) مین لیکن ایک اثر بھی

وہاں درج نہیں کیا گیا (قسم الافعال) میں ولادت کا مستقل باب موجود ہے، مگر وہ نہایت مختصر ہے اور صرف چند آثار، تاریخ و ایام ولادت کے متعلق پائے جاتے ہیں لیکن ان واقعات کا کہیں ذکر نہیں معجزات ولادت میں صرف دو چار روایتیں آنحضرت کے مختون پیدا ہونیکی نسبت البتہ درج کی ہیں، لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کی ہیں، جنکی نسبت علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ: وفیھا احادیث کثیرۃ ضعیفۃ موضوعۃ وھینۃ،، اور پھر ان سب کے راوی اول حضرت ابن عباس ہیں، اور اسلئے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ہے پس قابل احتجاج نہیں۔

(ان روایات کیلئے کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ کو دیکھئے)

کنز العمال کے باب (قسم الافعال) میں) دلائل و اعلام نبوت) کے عنوان کے نیچے دو تین طول طویل روایتیں (ابن عساکر) وغیرہ سے لیکر درج کی ہیں، جس میں نہایت بے سروپا قصے بیان کیے ہیں اور یقیناً یکسر موضوع ہیں، تاہم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتہ نہیں (ایضاً صفحہ ۴۰۳)

(روایات ثلاثہ حافظ ابو نعیم اصفہانی)

پس در صل ان قصص کا سرچشمہ وحید اور مبدا، اول وہ تین طول طویل حدیثیں ہیں، جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے عمرو بن قتیبۃ، ابن عباس، اور خود حضرت عباس کی نسبت سے روایت کیا ہے، اور یہی روایات ہیں، جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس ارادعظون نے اپنی گرمی مجلس کیلئے استقبال کیا، اور پھر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر

متاخرین میں داخل ہو گئیں ؟

شیخ جلال الدین سیوطی نے ''خصائص کبری'' کی پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا ہے۔ ان میں سے ہر روایت ایک ایک صفحہ کی ہے۔ پوری نقل نہیں کر سکتے، ضروری ٹکڑے حسب ذیل ہیں۔

(۱) بروایت قتیبہ

واخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبہ قال سمعت ابی وکان من اوعیۃ العلم قال: لما حضرت ولادۃ آمنۃ قال اللہ للملائکۃ افتحوا ابواب السماء کلھا وابواب الجنان کلھا، وامر اللہ الملائکۃ بالحضور، فنزلت تبشر بعضھا بعضاً۔ وتطاولت جبال الدنیا وارتفعت البحار وتباشر اھلھا، فلم یبق ملک الاحضر، واخذ الشیطان فغل سبعین غلاً والقی منکوسا فی لجۃ البحر الخضراء، وغلت الشیاطین والمردۃ والبست الشمس یومئذ نوراً عظیماً، واقیم علی راسھا سبعون الف حوراء فی الھواء ینتظرون ولادۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وکان قد اذن اللہ تلک السنۃ لنساء الدنیا ان یحملن ذکوراً کرامۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وان لا تبقی شجرۃ الاحملت ولا خوف الا عاد امنا۔ فلما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتلاءت الدنیا کلھا نورا وتباشرت الملائکۃ وضرب فی کل سماء عمود من زبرجد وعمود من یاقوت قد استنار بہ فھی معروفۃ فی السماء

وتکست الاصنام کلها واما اللات والعزی، فانھما
خرجا من خزانتھما وھما یقولان " ویح قریش جاءھم
الامین جاءھم الصدیق "

(۲) بروایت ابن عباس

واخرج ابو نعیم عن ابن عباس قال: کان من دلالات
حمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل
دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة + ولم تبق
کاھنة فی قریش ولا فی قبیلة من قبائل العرب، الا حجبت
عن صاحبتھا، وانتزع علم الکھنة منھا، ولم یبق سریر
ملك من ملوك الدنیا الا اصبح منکوسا، والملك مخرسا
لا ینطق یومه ذلك، ومرت وحش المشرق الی وحش
المغرب بالبشارات + وفتح اللہ لمولدہ ابواب السماء وجنانه
فکانت امنة تحدث عن نفسھا وتقول " اتانی آت حین
مر بی من حمله ستة اشھر فرکزنی برجله فی المنام وقال
لی یا امنة انك قد حملت بخیر العالمین طراً فاذا ولدتیه
فسمیه محمداً "، فکانت تحدث عن نفاسھا وتقول " لقد
اخذنی ما یأخذ النساء ولم یعلم بی احد من القوم فسمعت
وجبة شدیدة وامرا عظیما فھالنی ذلك، فرایت کان
جناح طیر ابیض قد مسح علی فوادی فذھب عنی کل
رعب وکل وجع کنت اجد ثم التفت فاذا انا بشربة بیضاء
لبنا وکنت عطشی فتناولتھا شربتھا فاضاء منی نور عال،

ثم رائيت نسوة كالنخل الطوال، كانهن من بنات عبد مناف يحدقن بي فبينا انا اعجب واذا بديباج ابيض قد مد بين السماء والارض، واذا بقائل يقول خذ وه من اعين الناس قالت ورأيت رجالاً قد وقفوا فى الهواء بايديهم اباريق فضة ورأيت قطعة من الطير قد اقبلت حتى غطت حجرى مناقيرها من الزمرد واجنحتها من اليواقيت فكشف الله عن بصرى وابصرت تلك الساعة مشارق الارض ومغاربها ++ ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهى وسمعت مناديا ينادى "طوفوا بمحمد شرق الارض وغربها وادخلوه البحار ليعرفوه باسمه ونعته وصورته"

ثم تجلت عنه فى اسرع وقت فاذا انا به مدرج فى ثوب صوف ابيض وتحته حريرة خضراء وقد قبض على ثلاثة مفاتيح من لؤلؤ الرطب واذا قائل يقول "قبض محمد على مفاتيح النصرة ومفاتيح الريح ومفاتيح النبوة" ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل وخفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عينى، فسمعت مناديا ينادى طوفوا بمحمد الشرق والغرب وعلى مواليد النبين، واعرضوه على كل روحانى من الجن والانس والطير والسباع" ++ واذا انا بثلاثة نفر فى يد احدهم ابريق من فضة وفى يد الثانى طست من زمرد اخضر

وفی ید الثالث حریرة بیضاء فنشرها فاخرج منها خاتما تحار
ابصار الناظرین دونه، فغسله من ذلک الابریق سبع مرات
ثم ختم بین کتفیه بالخاتم ولفه فی الحریرة ثم حمله فادخله
بین اجنحته ساعة ثم رده الی"

(۳) بروایت حضرت عباس۔

واخرج ابونعیم بسند ضعیف عن العباس قال لما ولد اخی عبدالله
وهو اصغرنا ++ فلما ولدت امنة قلت لها ما الذی رأیت
فی ولادتک، قالت" لما جاءنی الطلق واشتد بی الامر
سمعت جلبة وکلاما لا یشبه کلام الادمیین،
ورأیت علما من سندس علی قضیب من یاقوت قد ضرب
ما بین السماء والارض ++ ورأیت قربی سربا من القطاء
قد سجدت له ونشرت اجنحتها ورأیت تابعة سعیرة
الاسدیة قد مرت وهی تقول مالقی الاصنام والکهان من
ولدک هذا هلکت سعیرة والویل للاصنام ورأیت
شابا من اتم الناس طولا واشدهم بیاضا، فاخذ المولود
منی، فتفل فی فیه، ومعه طاس من ذهب فشق بطنه شقا
ثم اخرج قلبه فشقه شقا، فاخرج منه نکتة سوداء فرمی بها
ثم اخرج صرة من حریر اخضر ففتحها فاذا فیها شیء کالذریرة
البیضاء فحشاه ثم اخرج صرة من حریرة ابیض ففتحها فاذا
فیها خاتم فضرب علی کتفه کالبیضة والبسه قمیصا
فهذا ما رأیت (۱)

لیکن یہ تینون روایتین قطعاً بے اصل ہین بوجوہ ذیل ،

(۱) حافظ (ابونعیم) پانچوین صدی کے حفاظ حدیث مین سے ہین۔ (ذہبی) نے ان کو تیرہوین طبقہ کے ذیل مین شمار کیاہے اور (تذکرہ) مین مفصل ترجمہ لکھا ہے ان کی جلالت مرتبت سے انکار نہین۔ لیکن کیا کیجئے کہ یہ اُن لوگون مین ہین، جنکی نسبت مسلم ہے کہ فضائل ومعجزات مین رطب ویابس اور ضعیف وموضوع ، ہر طرح کی حدیثین درج کردیا کرتے تھے۔ یا تو یہ حسن اعتقاد کی وجہ سے تھا ، یا پھر اعتماداً علی الناس ، کہ لوگ خود درجہ صحت وضعف کو تحقیق کرلینگے۔ یہانتک کہ (علامہ ابن تیمیہ) کو ابوالشیخ اصفہانی کے ذکر مین لکھنا پڑا

وفیہا احادیث کثیرۃ قویۃ صحیحۃ وحسنۃ واحادیث کثیرۃ ضعیفۃ وموضوعۃ + ++	اور اسمین بہت سی حدیثین ہین جو قوی وحسن ہین اور بہت سی ضعیف وموضوع ہین + + +
وکذٰلک مایرویہ ابونعیم فی فضائل الخلفاء فی کتاب مفرد فی اول حلیۃ الاولیا کتاب التوسل (۱)	یہی حال اون احادیث کا ہے جو ابونعیم نے خلفا کے فضائل مین بصورت ایک مستقل کتاب کے روایت کی ہین (حلیۃ الاولیا) کی ابتدا مین

علامہ (ابن تیمیہ) کی شہادت پر شاید بعض پرستاران سبکی وابن حجر مکی چین بجبین ہون ، مگر یہ واضح رہے کہ علامہ موصوف کے رسوخ حدیث، حفظ وضبط واتقان فن کا وہ ارفع واعلیٰ مقام ہے ،جس سے انکی سخت مخالف

(۱) اس رائے کو علامہ ابن تیمیہ نے کتاب التوسل مین لکھا ہے ، لیکن یہ کتاب اسوقت میرے پاس موجود نہین ہے۔ مولانا شبلی نعمانی نے دیباچہ سیرۃ نبوی نمبر (۳) مطبوعہ اعظم گڈھ مین اس عبارت کو نقل کیا ہے اور صفحہ ۹۹ کا حوالہ دیا ہے۔ باقی کتابین پیش نظر ہین۔ منہ

بھی کبھی انکار کی جرأت نہ ہو سکی، حدیث "کنت نبیا وآدم بین الماء والطین"، کو (ان الفاظ کے ساتھ) علامہ موصوف نے موضوع لکھا تھا۔ حافظ ابو الخیر (سخاوی) ایک فتوے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اس بارہ میں ابن تیمیہ کے علم واسع اور حفظ حدیث پر اعتماد کر لینا اعتماد کیلئے کافی ہے جسکا موافق اور مخالف دونون کو اقرار ہے"

سخاوی کا یہ قول (زرقانی) نے مواہب کی شرح مین نقل کیا ہے[۱]

سب سے زیادہ یہ کہ حافظ (ذہبی) کا قول اس موقع پر یاد کر لینا چاہیے جو کہتے ہین کہ: ما رأیت اشد استحضارًا للمتون وعزوها منه، وکانت السنة بین عینیه ولسانه بعبارة رشیقة وعین مفتوحة!!

حافظ (ابو نعیم) کے اس تساہل، موضوعات پر سکوت، اور نقل وجمع روایات مین بے احتیاطی کی شکایت صرف علامہ موصوف ہی کو نہین ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر ثبوت واضح اسکے لیے موجود ہے۔ یہی حافظ ذہبی، جنھون نے تذکرہ مین انکا ترجمہ لکھا ہے، (میزان) مین حافظ (ابو نعیم) اور ان کے معاصر (ابن منده) کے باہمی طعن وقدح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین:-

لا اقبل قول منهما فی الآخر وهما عندی مقبولان لا اعلم ذنبا اکبر من روایتهما الموضوعات ساکتین علیها!

مین ان دونون مین سے کسی کے طعن کو دوسرے کے حق مین قبول نہین کرتا میرے نزدیک دونون مقبول ہین۔ مجھے ان دونون کا گناہ اس سے بڑھکر تو اور کوئی نہین معلوم کہ وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتے ہین اور اسکی نسبت سکوت اختیار کر لیتے ہیں

---

[۱] زرقانی کا یہ مقام مین نے دیکھا ہے اور یاد ہے لیکن اس وقت تلاش کرنا چاہا تو جلدی مین نہ نکال سکا۔ منہ۔

حافظ (ذہبی) کے نزدیک یہ غفلت انکی مقبولیت مین خلل انداز نہین لیکن افسوس کہ اسی خطرناک مقبولیت نے ادن موضوعات وحکایات کو قوم مین پھیلا دیا، جنکی وجہ سے آج اسلام کو شرمندۂ اغیار، اور ہدف طعنۂ مخالفین واجانب بننا پڑتا ہے!

(۲) اب ان روایات پر نظر ڈالیے، مین اسوقت اس بحث کو چھیڑنا نہین چاہتا کہ درایۃً ان کے مطالب کس درجہ قابل اعتراض وانکار ہین؟ کیونکہ کہہ چکا ہون کہ پہلی چیز نفس روایت کی صحت وعدم صحت ہے۔

ان روایات مین پہلی روایت (عمرو ابن قتیبہ) سے ہے وہ کہتے ہین کہ مینے اپنے والد سے سنا " وکان من اوعیۃ العلم "

انہون نے اپنے والد کی فضیلت علمی تو بیان کر دی، لیکن کچھ نہین معلوم کہ انہون نے یہ واقعہ کیونکہ معلوم کیا اور کس اعتماد پر بیان کر رہے ہین؟ ذکر ولادت کی اکثر روایتین منقطع ہین۔ یعنی واقعہ تک راوی کا سلسلہ نہین پہنچتا لیکن یہ روایت منقطع روایات مین بھی بدترین منقطع ہے۔ دوسری روایت کی راوی اول حضرت (ابن عباس) ہین، لیکن ابن عباس خ واقعہ ولادت نبوی کے پچاس برس بعد پیدا ہوئے ہین، نہین معلوم انہون نے کس سے سنا اور پھر باقی روایت کا پتہ نہین، تیسری روایت مین خود تصریح کر دی ہے کہ " بسند ضعیف "، لیکن راوی کے اس انکسار طبع پر ہم قانع نہین ہو سکتے، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہی نہین بلکہ سرے سے موضوع ہے۔ روایت خود حضرت عباس سے ہے جو بطور جملۂ معترضہ کے آغاز حدیث مین کہتے ہین: ولد اخی عبد اللہ، و ہو صغرنا (میرا بھائی عبد اللہ پیدا ہوا اور وہ ہم تمام بھائیون مین سب سے زیادہ چھوٹا تھا) صرف

یہی جملہ معترضہ اس روایت کے موضوع ہونے کے لئے ایک محکم اندرونی شہادت ہی، کیونکہ بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ، حضرت عباس سے بڑے تھے نہ کہ چھوٹے۔

حافظ ابن عبد البر (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) مین لکھتے ہین:

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول اللہ یکنی ابا الفضل بابنہ الفضل، وکان العباس أسن من رسول اللہ بسنتین وقیل بثلاث سنین (دیکھو کتاب مذکور جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

عباس بن عبد المطلب آنحضرتؐ کے چچا، اپنے لڑکے فضل کی نسبت سے ابوالفضل کنیت رکھتے تھے۔ انکی عمر آنحضرت سے صرف دو برس زائد تھی اور بعض نے کہا ہے کہ تین برس۔

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف دو تین برس زیادہ تھی، تو آپکے والد سے کیونکر بڑے ہو سکتے ہین؟

معلوم ہوتا ہے کہ جس نادان نے یہ قصہ گڑھکر حضرت عباس کیطرف منسوب کیا ہے، یا تو اس غریب کو اسکی خبر نہ تھی، یا جانتا تھا اور روایت کو معتبر بنانے کیلئے قصداً یہ ٹکڑا داخل کر دیا تاکہ ضمناً ایک دوسرا مغالطہ دیکر روایت کو انقطاع سے محفوظ و ثابت کردے فکفی بذلک کذبہ وبھتانہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمہ، ومن کذب علیہ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار۔

(۳) ایک سب سے بڑی دلیل واضح ان روایات واہیہ کے ناقابل اعتبار ہونیکی یہ ہے کہ خود (حافظ ابو نعیم) نے (دلائل النبوۃ) مین ان روایات کو نقل نہین کیا[1] حالانکہ اسمین ہر طرح کی ضعیف و منکر روایتین بلا تامل

[1] دلائل النبوۃ دائرۃ المعارف حیدرآباد مین چھپ گئی ہے۔ اسکی پہلے حصے کے صفحہ ۳۲ مین (تزویج آمنہ) کا پورا باب دیکھا جائے، بہت سی روایات ضعیفہ وواہیہ درج ہین مگر ان روایات کا پتہ نہین۔ امنہ

جمع کردی ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حافظ موصوف کے نزدیک یہ روایات اس درجہ واضح طور پر موضوع تھین، کہ وہ ضعیف ومنکر روایتون مین بھی نہین نہ لے سکے، اور باوجود ان کے مذاق مین سب سے بڑے ذخیرۂ دلائل واعلام نبوت ہونیکے، مجبوراً چھوڑ دینا پڑا۔

(۴) لیکن ان سب سے بڑھکر ایک برہان قاطع اور شہادت واضح (جو فی الحقیقت ان روایات کے موضوع ہونے کا آخری فیصلہ کردیتی ہے) یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی (خصائص کبریٰ) مین تیسری روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین۔

هذا الاثر والاثران قبله فيها نكارة شديدة، ولم اورد في كتابي هذا اشد نكارة منها ولم تكن نفسي تطيب بايرادها (فتامل) لكني تبعت الحافظ ابا نعيم في ذلك!

(خصایص کبری جلد ۱ صفحہ ۴۹)

یہ روایت اور اس سے قبل کی جو دو روایتین ہین، تو ان سب مین نہایت سخت اور شدید انکار وقباحت ہے اور باوجود ان کے اشد شدید انکار کے مینے اس کتاب مین جو درج کیا، تو مرا دل اس امر کو پسند نہین کرتا تھا مگر مینے محض حافظ ابونعیم کی پیروی کے خیال سے ایسا کردیا۔

حافظ (سیوطی) ہر طرح کی رطب ویابس روایتون کے جمع کرنے بلکہ ان سے استدلال کردینے مین جس درجے احتیاط اور تساہل پیشہ ہین، وہ اسباب نظر سے مخفی نہین۔ لیکن ان روایات کی لغویت کا یہ حال تھا کہ وہ بھی باین ہمہ تساہل چپ نہ رہ سکے، اور بے اختیار ہو کر انکار شدید کے ساتھ اسکی معذرت کرنی پڑی کہ محض حافظ (ابونعیم) کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہون یا وہ لکھتے ہین کہ مرا جی نہین چاہتا کہ ان روایتون کو درج کردن۔

غور کیجئے کہ جن روایتون کے درج کرنے سے حافظ سیوطی کی طبیعت بھی اعراض کرے وہ کس درجہ واہی و مزخرف ہونگی؟

آجکل مناقب و فضائل اور واقعات و سیر مین مدعیان فن کی انتہائی سرحد حافظ سیوطی و اقرانہ ہین۔ لیکن یہ کیسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف کا ہے کہ مین ہر طرح واہی و منکر روایتین لوگون کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہون فتاملوا و تفکروا ولا تغتروا باصحاب العمائم والجراءۃ اذ قرؤھا واجازوھا، ان ھم الا اصحاب اوھام وشقاشق یتقربون بھا من العوام۔

کسرا ایوان کسرے وغیرہ

آپ کے کثر سوالات کا جواب ان روایات کی بحث مین آگیا، نیز بعض غیر مسئول عنہ امور کا بھی، لیکن ابھی ایک چوتھی روایت باقی ہے جسمین آتشکدہ ایران کے بجھ جانے، قصر نوشیروان کے کنگرون کے گرنے، کاہنون کے پر اسرار و عجائب اظہارات اور ایک خطبہ کہانت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روایت بھی پورے دو صفحہ کی ہے سیوطی نے (خصایص) مین اور حافظ ابو نعیم نے (دلائل) مین اسکو درج کیا ہے اگر نقل کردون تو پورے دو کالم مطلوب ہون۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ "آنحضرت کی ولادت کی رات کسرے کے ایوان مین زلزلہ محسوس ہوا۔ اسکے ۱۴ کنگورے گر گئے، ایران کی وہ آگ جو ہزار سال سے نہین بجھی تھی بجھ گئی، بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا، نوشیروان نے وزرا اور موبدون کو جمع کرکے اسکی وجہ پوچھی۔ انہون نے کہا کہ ہم نے بھی خواب دیکھا ہے، عرب مین کوئی انقلاب ہونیوالا ہے۔ اسپر نوشیروان نے نعمان بن منذر کے نام خط لکھا کہ عرب سے ایک ایسا شخص بھیجدو

جو میرے ہر سوال کا جواب دے - نعمان نے (عبد المسیح) نامی ایک کاہن کو بھیجا، لیکن اُسنے اپنے سے زیادہ عالم (سطیح) کاہن شام کو بتلایا، اور نوشیروان کے سوالات لیکر وہ اسکے پاس گیا (سطیح) مرض الموت مین گرفتار تھا (عبد المسیح) نے کہانت آمیز اشعار پڑھے، اور جب اوس نے سر اُٹھایا تو کہا - "تهوی لک سطیح، وقد اوفی علی الضریح، بعثک ملک بنی ساسان، لارتجاس الایوان، وخمود النیران، ورویا الموبذان، رای ابلا صعابا، تقود خیلا عرابا، وغیرہ وغیرہ" لیکن سطیح مرگیا اور جواب کی مہلت نہ پائی"

لیکن[۱] یہ روایت بھی قطعاً ناقابل اعتنا ہے - اسکا راوی اول (مخزوم ابن ہانی) ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - حافظ سیوطی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین :

قال ابن عساکر - حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث ابن مخزوم عن ابیہ، تفرد بہ ابو ایوب البجلی (جلد اول صفحہ ۵۱)

ابن عساکر نے سکی نسبت کہا ہے کہ حدیث غریب ہے جسکو سوا ابن مخزوم کے اور کسی نے روایت نہین کیا ہے -

اس روایت کے واقعات بہ تغیر الفاظ و حذف و اضافہ بعض امور، فضائل و حکایات کی کتابون مین بکثرت ملتے ہین، لیکن ان سب کی بنیاد یہی روایت ہے، والعبرۃ بما یروی المحدثون، لا بما یھذی بہ القصاص الکاذبون - فقط

یہ تحریر تھی الہلال کی اب اوس کا جواب سنئے

[۱] پوری روایت کیلئے دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۴۱ - اور خصائص جلد اول صفحہ ۴۹ کو دیکھئے منہ

جواب

الھلال- پس مولود کی مجلسون کا اصلی مقصد یہ ہونا تھا کہ وہ اس "اسوہ حسنہ" کے جمال الہی کی تجلی گاہ ہوتین۔ آنحضرت کے صحیح حالات زندگی کی سنائی جاتی، آپ کے اخلاق عظیمہ اور خصائل کریمہ کے اتباع کی لوگون کو دعوت دی جاتی، اور اون اعمال کا دلون مین شوق و ولولہ پیدا کیا جاتا جو ایک "مسلم و مومن" زندگی کے کریکٹر کا اصلی مایہ خمیر ہین اور جن کی اتباع نے صحابہ کرام کی زندگی کو اس درجہ تک پہونچا دیا تھا کہ لسان الہی نے "یحبھم و یحبونہ" کی صدائے محبت سے ان کی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے ان کو خود محبوب بنادیا۔

اقول مجلس مولد شریف کا اصلی مقصد کیا ہونا چاہیے وہ اوس کے نام سے ظاہر ہے اوسکا نام ہی یہ بتا رہا ہے کہ ہمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حالات اور مایتعلق بہا پڑھی جائین گی اور آپ کے اخلاق عظیمہ کی لوگون کو دعوت اور اون اعمال کا دلون مین شوق پیدا کرنا جو مسلم و مومن زندگی کے کیریکٹر کا اصلی مایہ خمیر ہین اس سے اور مجلس میلاد سے کیا تعلق ہان اگر کوئی شخص وعظ کہے یا آپ کی تاریخی حالات بیان کرنے بیٹھے تو وہ البتہ یہ سب بیان کرسکتا ہے بلکہ اکثر مجلس مین نماز وغیرہ کے بہ نسبت جو تاکید و نصیحت کیجاتی ہے یا معراج وغیرہ کے واقعات جو پڑھے جاتے ہین یہ بھی محض زیادتی ہے کسواسطے کہ مولود خوان مولود مولود پڑھنے کو بیٹھا ہے نہ کہ وعظ کہنے اور تاریخی قصہ بیان کرنے کو جو جلسہ جس کام کے واسطے منعقد کیا گیا ہے وہی کام اوسمین ہونا چاہیے نہ یہ کہ

دنیا بھر کے سب کام اوسی جلسہ مین انجام دیے جائین ہر کام کا موقع ومحل علیحدہ ہوتا ہے جس کام کا جو موقع ہے وہین اوسکو ہونا چاہیے ع ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد ٭

الہلال لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہماری اعمال کی صورتین مسخ نہین ہوئین ہین مگر حقیقت غارت ہوگئے ہین۔

اقول بے شک ایسا ہوا ہے اور بہت سے اعمال مین ہوا ہی جسکے لوگون کو خبر نہین مگر مجلس میلاد شریف مین ایسا نہین ہوا ہے۔

الہلال بہر حال مولود کی مجلسین بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا، جسکی صورت تو قایم ہے۔ مگر حقیقت مفقود محض ایک رسمی تقریب ہے جو مسل اور رسمی صحبتون کی ضروری سمجھ لیگئی ہی - اور امراء ورؤسا نے تو اپنی نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھی ایک ذریعہ بنالیا ہی۔

اقول مولود کی حقیقت اور صورت دونون قایم ہے اور نہ یہ رسمی تقریب سمجھی جاتی ہے اور نہ امرا اسکو نمایش کیواسطے کرتے ہین یہ سب تہام ہے جو شخص اسکو کرتا ہے وہ محض صدق دل سے اور بنظر حصول ثواب کرتا ہے

الہلال آنحضرت کی صحیح حالات زندگی اور ان انقلابات عظیمہ کے بیان کی جگہ (جو آپ کے ولادت کے واقعہ نے مشرق ومغرب مین پیدا کردیے) کتنے افسوس کی بات ہے کہ محض چند روایات ضعیفہ وقصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنی بڑی علمی ودینی جذبے کو قربان کردیا جاتا ہے۔

اقول مجلس میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات انقلابات عظیمہ کے بیان کی جگہ نہین جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے اور واقعات سب جو پڑھی جاتے ہین وہ روایات ضعیفہ اور قصص موضوعہ نہین ہین بلکہ احادیث صحیحہ

اور روایات معتبرہ ہین جنکو بڑی بڑے محدثین اور ایمہ دین دوسرے صدی سے لیکر آج تک بالاتفاق روایت کرتے آئے ہین اور جو حد تواتر تک پہونچ گئے ہین جسکا ثبوت ہم آگے چلکر دینگے آج کسی کے کہنے سے یہ سب موضوع نہین ہوسکتین بس بڑی خوشی کی بات ہے کہ مجلس میلاد شریف مین واقعات صحیحہ بیان کئے جاتے ہین۔

الہلال اور پھر اگر محض طبقہ عوام کا یہ حال ہو تو قابل شکایت نہین، لیکن تعجب اور صد ہزار تعجب ہے اس بوالعجبی پر، کہ صدہا علمای ملت ہین جو باوجود ادعاے رسوخ حدیث و سیر، و وسعت نظر و علم، ان روایات کو خاموشی کے ساتھہ سنتے ہین، خود پڑھتے ہین، اور لوگون سے پڑھواتے ہین، مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے دل مین تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہین ہوتی - ان ھذا من اعاجیب الزمن -

اقول اسمین نہ تو طبقہ عوام کے شکایت کی ضرورت ہے اور نہ علما کے احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ کو اگر اونہون نے پڑھایا یا پڑھوایا اور خاموشی سے سنا تو کیا برا کیا یہ لوگ ایمان کامل رکھتے ہین جسکا تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتین سنین اور پڑھین اور پڑھوادین اور جس کسی کا ایمان کامل ہوگا وہ ایسا ہی کریگا - اور علما کو بھی تحقیق اور تفتیش کی کوئی حاجت نہین کسواسطے کہ بوجہ رسوخ حدیث و سیر و وسعت نظر و علم یہ جانتے ہین کہ یہ سب احادیث صحیحہ ہین اور صدہا بڑے بڑے محققین بارہ تیرہ سو برس سے اسکی تحقیق کر گئی اور اسکو صحیح کہہ گئے اور اپنی اپنی کتابون مین درج کر گئے ہین - اب اسکے تحقیق کی کوئی ضرورت نہین پس صد ہزار تعجب ہے اوس تعجب پر جو ایسے سچے اور صحیح واقعات کے

پڑھنے پر کیا جاتا ہے اور مزید بران علما کو اوسکی تحقیق اور تفتیش کی ہدایت فرمائی جاتی ہے - ان ھذا امن اعاجیب الزمن -

الہلال جن روایات کے نسبت آپ نے تحقیق چاہی تھی، انکا انکار نہ تو نیچریت ہے اور نہ الحاد، بلکہ عین شیوہ اسلام و ایمان ہے -

اقول جن روایات کے تحقیق چاہی گئی ہے اوسکا انکار ہرگز شیوہ اسلام و ایمان نہین ہے اور جو فن حدیث و سیر سے کچھ بھی خبر رکھتا ہے وہ ایک ساعت کے لیے بھی ان روایات صحیحہ سے انکار نہین کرسکتا -

الہلال یہ کیسی سخت بدبختی کی بات ہے کہ آج مسلمانون مین جن چیزون کی سب سے زیادہ شہرت، اور عوام و خواص مین جو بیانات سب سے زیادہ مقبول ہین، وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور ناقابل تسلیم بھی ہین - یہ حال ہر علم و فن کا ہے - تاریخ مین وہی کتابین اور انہی کتابون کی حکایات مشہور و مقبول ہین، جنکے بعد ہمارے یہان اخباروں اور اکاذیب کا کوئی درجہ نہین - سیر و فضائل مین بھی انہین کتابون کو قبول عام حاصل ہے، جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصاص و واعظین تھے - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قدما کی کتابون پر نظر نہین، اور ہر علم و فن مین تمام تر دارمدار متاخرین پر ہے - یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے، اور چند کتابون سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ جمع کر دینا ہی انکی قوۃ تصنیف کا سدرۃ المنتہیٰ تھا -

اقول یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ آج مسلمانون مین سب سے زیادہ وہی بیانات مقبول ہین جو معتبر اور قابل تسلیم ہین تاریخ و سیر و فضائل مین بھی اون ہی کتابون کو قبولیت عام ہے جو معتبر اور مستند

ہین اور جتنے بڑھکر اعتبار مین ہمارے یہان اور کسی کا درجہ نہین اور جنکے مصنفین وہ بڑے بڑے محدثین اور مورخین ہین کہ جنکے علو شان اور رفعت مرتبہ کا تمام دنیا معترف ہے نہ کہ قصاص اور واعظین اگر آج کوئی شخص ان سب کو خرافات سمجھے تو سمجھا کرین اس سے کیا ہوتا ہے ایسی سمجھ اوسی کو مبارک ہو ان کتابون کی قبولیت تمام دنیا مین قدیم سے چلی آتی ہے اور ہمیشہ رہیگی اور اس زمانہ مین جو سیرۃ فلان اور سیرۃ فلان تصنیف ہو رہی ہین جسمین تیرہ سو برس کے فن تاریخ کی اصلاح کیجا رہی ہے اور جو مصنفین کی قوت تنقید کا سدرۃ المنتہی ہو اور جن پر بہت کچھ نازش کیجاتی ہے اسکو نہ اسوقت قبولیت عام ہوئی ہے اور نہ آیندہ ہوگی کسواسطے کہ اصلی مجموعہ خرافات یہ ہی کتابین ہین اور اگر ادسے خیال کے کچھ لوگون کے یہان اوسکی قبولیت ہوئی تو اسکا نام قبولیت عام نہین ایسی کتابین ہندوستان ہی مین اوسی خیال کے چند لوگون مین گھوم گھام کر رہجائینگی اور تھوڑے روز کے بعد پھر اونکا کوئی نام بھی نہین جانے گا اور ہندوستان سے باہر تو نہ اسوقت کوئی ایسی کتابون اور انکے مصنفین کو جانتا ہے اور نہ آیندہ جانیگا - ہر فن مین قدما کی کتابون پر ہی لوگون کی خوب نظر ہے اور صرف متاخرین پر دار و مدار نہین - متاخرین مین سے نہ تو سب لوگ حاطب اللیل تھے اور نہ سب ہر رطب و یابس روایات کو جمع کر دیتے تھے اگر کسی ایک ادھ نے بعض بعض رطب و یابس کو جمع کیا تو اس سے یہ کلیہ نہین قائم ہو سکتا کہ سب ایسے ہی تھے اور بعض بعض کو جو حاطب اللیل کہا جاتا ہے تو باوجود حاطب اللیل ہونے کے بھی اون کا وہ بلند پایہ اور ارفع مقام تھا کہ اس زمانہ کے محققین اور مجتہدین اور حاطب النہار اون کے پاسنگ کو بھی نہین پہونچ سکتے - غرضکہ یہ جتنے الزامات دئیے گئے ہین سب بے بنیاد ہین اور ایک بھی اسمین سے صحیح نہین -

الھلال مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفی) اور (ملا معین الدین ہروی) انہی لوگون مین سے تھے۔ علی الخصوص آخر الذکر شخص جو فی الحقیقت انشا پردازی، وحکایت طرازی، واقتباس روایات ضعیفہ وموضوعہ، وتاویلات رکیکہ قران وسنت، عبور ورسوخ اسرائیلیات وروایات یہود مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا

اقول اس جگہ علامہ حسین واعظ کاشفی (مصنف تفسیر حسینی) اور علامہ معین الدین ہروی رح کے طرف توجہ مبذول کی گئی ہے اور ان کو ملا کا خطاب دیکر اور انشا پرداز اور حکایت طراز وغیرہ وغیرہ ٹھہرا کر اون ہی لوگون (محدثین اور ایمہ دین) مین داخل کیا ہے کہ جنکے شان مین اسکی اوپر ضلوا فاضلوا اور فویل لھم وللا تباعھم۔ یعنی خود گمراہ ہوئے اور لوگون کو گمراہ کیا۔ پس خرابی ہے اون کے واسطے اور اونکی پیروی کرنے والون کیواسطے۔ لکھا گیا ہے جرم ان دونون بیچارون پر بھی وہی قایم کیا گیا ہے جو ان لوگون پر تھا یعنی اقتباس اون روایات کا جو صاحب مضمون کے نزدیک ضعیف وموضوع ہین وبس۔ اور علامہ معین الدین ہروی پر ایک اور بھاری جرم زیادہ یہ لگا گیا ہے۔ کہ اُردو زبان مین آج جسقدر مولود مروج ہین سب کے سب بالواسطہ یا بلاواسطہ اسے (ملا معین الدین ہروی) کی کتابون معارج النبوۃ وغیرہ سے ماخوذ ہین۔ مگر سوائے انشا پردازی کے دلیل کسی ایک بات پر بھی نہین دیگئی ہے ع دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین۔

ناظرین کیسے کیسے الفاظ ہین کہ ایک بھاری جماعت اکابر دین کی شان مین استعمال ہو رہی ہین اور کیا اچھا اتباع اخلاق عظیمہ اور خصائل کریمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا جا رہا ہے جسکے مجالس مولود شریف مین دعوت کی ہدایت فرمائی گئی ہے افسوس صد افسوس۔ ایسے کلمات سخت جو اس مضمون مین

اکابر ایمہ دین کے شان مین لکھے گئے ہین کبھی آنحضرت نے کسی کافر کے حق مین
بھی نہین فرمایا ہوگا۔

الہلال شاید بہت سے لوگون کو یہ معلوم نہین کہ آج اُردو زبان مین
جسقدر مولود لکھے گئے ہین اور رائج ہین وہ سب کے سب بواسطہ۔ یا
بالواسطہ اسے (ملا معین ہروی) کی کتابون: معارج النبوۃ، تفسیر سورہ یوسف
موسوم بہ نقرہ کار، قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام موسوم بہ اعجاز موسوی وغیرہا
سے ماخوذ ہین۔

اقول یہ بھی مثل اون ہی باتون کے ہے جو اوپر لکھی گئی ہین اور جسکو اصلیت
سے کچھ تعلق نہین بہت سے لوگون کو معلوم ہے کہ جسقدر مولود آج اُردو مین
لکھے گئے ہین اون کا ماخذ یا ماخذ در ماخذ وہی سب حدیث کی کتابین ہین
کہ جو اوپر کے صدیون مین لکھی گئی تھین۔

الہلال یہ لوگ ان مین سے اکثر چیزون کی خود موجد نہ تھی بلکہ اپنی جماعت
کے پیشرو افراد کے متبع، لیکن فارسی مین لکھ کر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع
کرکے ان لوگون نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و ہند مین پھیلا دیا، اور
چونکہ عوام بالطبع اس غذا کے خواہان ہین بغیر کسی دقت کے ان کو قبول عام
حاصل بھی ہوگیا۔ والقصۃ بطولھا۔

اقول یہ لوگ موجد ہون یا متبع اور فارسی مین لکھین یا اور کسی زبان مین
لیکن کام بہت خوب کیا کہ ایسی عمدہ چیزون کو ایران و ہندوستان مین پھیلا دیا
اللہ تعالیٰ ان لوگ کو جزائے خیر دے اور عوام نے بھی جو ایسی باتون کو بلا دقت
قبول کیا تو بہت اچھا کیا اور یہ اون کی خوش قسمتی تھی کہ بالطبع ایسی عمدہ
غذا کے خواہان تھے اور اچھی باتون کے قبول کرنے مین کچھ پس و پیش

نہین کرتے ہین۔

اور ایران اور ہندوستان مین تو تمام موضوعات کو ان لوگون یعنی ملا معین الدین ہروی وغیرہ نے پھیلا دیا اور اُردو زبان مین جسقدر مولود لکھی گئی ہین وہ سب کے سب بیواسطہ یا بالواسطہ اسے ملا معین الدین ہروی کی کتاب معارج النبوۃ وغیرہ سے لکھی گئی ہین لیکن عرب مین ان موضوعات اور خرافات کو کسنے پھیلا دیا اور عربی زبان مین جو مولود کی کتابین لکھی گئی ہین وہ کس کتاب سے لکھی گئی ہین - کسواسطے کہ جو مولود کہ عربی زبان مین لکھے گئے ہین اور عرب مین پڑھے جاتے ہین مثلا مولود امام برجندی وغیرہ اونمین بھی یہ ہے سب جس کو موضوعات اور خرافات کہا جاتا ہی بھرے ہوئے ہین -

الہلال آپ نے جن روایات کے نسبت استفسار کیا ہے (آپکو سنکر تعجب ہوگا) ان مین سے ایک واقعہ بھی ایسا نہین ہے - جو اصول حدیث کے بنا پر صحیح تسلیم کیا جا سکے، اور جسکو کتب معتبرہ محدثین مین روایت کیا گیا ہو -

اقول بے شک تعجب اور سخت تعجب کی جگہ ہے کہ ایسے واقعات کہ جو اصول فن حدیث کے بنا پر صحیح تسلیم کئے گئے ہون اور جو فن حدیث کے معتبر اور مستند کتابون مین موجود ہون آج اون کے بہ نسبت نہایت دلیری سے یہ آواز بلند کی جاتی ہے کہ نہ اصول فن حدیث کے بنا پر قابل تسلیم ہین اور نہ کتب معتبرہ فن حدیث مین اسکی روایت ہی -

الہلال (صحاح) ان قصص سے خالی ہے -

اقول صحاح مین اگر کوئی حدیث نہ ہو تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ وہ حدیث صحیح نہین کسواسطے کہ انحصار احادیث صحیحہ کا صحاح پر نہین ہی اور نہ صحاح کے مصنفون نے کہین ایسا دعوی کیا ہے کہ ہمنے اپنی کتاب مین

سب صحیح حدیثون کو جمع کردیا ہے بلکہ بخاری اور مسلم رح نے تو صاف لفظونمین یہ اقرار کیا ہے کہ ہمنے اپنی اپنی صحیح مین بہت سے صحیح حدیثون کو چھوڑ دیا ہے جیساکہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین ہے۔ **وصل** احادیث صحیحہ منحصر نیست در صحیح بخاری و مسلم وایشان استیعاب نکردہ اند تمامہ صحاح را بلکہ بعض صحاح کہ نزد ایشان بود بر شرط ایشان نیز نہ آوردہ اند چہ جای مطلق صحاح بخاری گفت کہ نہ آوردہ ام من درین کتاب مگر آنچہ صحیح ست و ترک کردم بسے از صحاح را و مسلم گفت کہ ہرچہ درین کتاب آوردہ ام از احادیث صحیحہ است و نمی گویم کہ آنچہ نہ آوردہ ام در وے ضعف است (اشعۃ اللمعات مطبوعہ نولکشور جلد ۱ صفحہ ۸) اور علاوہ اسکے صحاح نہ صرف ان قصص سے بلکہ تعین ماہ و یوم پیدائش سے بھی خالی ہے اور دوسرے کتب احادیث مین موجود ہے تو کیا اس تعین کے سب حدیثین موضوع ہین کس واسطے کہ صحاح مین نہین ہین۔ **الحاصل** عام مسانید و معاجم اور مصنفات مین بھی کوئی لائق احتجاج ثبوت نہین ملتا

اقول منجملہ عام مسانید کے ایک مسند امام احمد حنبل رح ہے کہ جو شائع اور بہت مستند کتاب ہے اور جسکے بہ نسبت محدثین کی یہ رائے ہے کہ اسکی کوئی روایت درجہ حسن سے کم نہین ہے اوسمین منجملہ ایک حدیث یہ ہے کہ جسمین منجملہ واقعات کے ایک واقعہ کا ذکر ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ سے ایک نور ایسا ظاہر ہوا کہ جس سے قصور شام منور ہوگئے۔

حدیث حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر ثنا الفرج ثنا لقمان بن عامر قال سمعت ابا امامہ قال قلت یا نبی اللہ ماکان اول بدء امرک قال دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسی

ورات امی انہ یخرج منھا نور اضاءت منھا قصور الشام
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری والدہ نے وقت پیدا ہونے میرے یہ دیکھا کہ اون سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے قصور شام منور ہوگئے۔ مسند امام احمد حنبل رح جلد ۵ صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ مصر۔ پیدایش امام احمد حنبل رح کے سنہ ۱۶۴ھ ہے۔

اور منجملہ مصنفات مشہورہ کی کتاب مشکوۃ ہے کہ جو درس مین بھی داخل ہے اوسمین بھی یہ ہے حدیث مسند امام احمد حنبل رح اور شرح السنتہ سے یون روایت کی گئی ہے۔

حدیث عن العرباض بن ساریہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبین وان ادم لمنجدل فی طینہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی ورویا امی التی رات حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامہ من قولہ ساخبرکم الی اخرہ۔ مشکوۃ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین

پس عام مسانید اور مصنفات مشہورہ مین سے یہ تین کتابین ہوئین ایک مسند امام احمد حنبل رح اور دوسرے مشکوۃ اور تیسری شرح السنۃ جن مین لائق احتجاج ثبوت موجود ہے اور علاوہ انکے اور بہت سے کتب مشہورہ مین اس قسم کی حدیثین موجود ہین کہ جس کو ہم آگے بیان کرین گے۔

اس جگہ ایک امر اور لکھدینا ضروری ہے کہ مشکوۃ مین جو لفظ رویا کا

واقع ہے اوس سے مراد خواب نہین بلکہ رویت بالعین ہے جیسا کہ لمعات شرح
مشکوۃ مین ہے - قولہ التی رات حین وضعتنی صفۃ رویا
وظاہر ھذا الکلام ان رویۃ نور اضائہ قصور الشام
کانت فی المنام وقد جاءت الاخبار انھا کانت فی الیقظۃ
واما الذی رات فی المنام فھو انھا رات انہ اتاھا ات فقال
لھا ھل شعرت انک قد حملت بسید ھذہ الامۃ ونبیھا
فینبغی ان یحمل الرویا علی الرویۃ بالعین فی الیقظۃ واللہ اعلم لمعات

الہلال حافظ (سیوطی) نے (جمع الجوامع) مین جمع احادیث کا پورا التزام
کیا ہے، لیکن یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ ان روایات کا ہمین کہین پتہ نہین -

اقول یہ دو روایت تو جمع الجوامع مین بھی موجود ہے - **اول** رات امی
حین وضعتنی سطع منھا نور اضاءت لہ قصور بصری - ابن سعد
عن ابی العجفاء - **دوم** ورویا امی التی رات حین وضعت انہ
خرج منھا نور اضاءت لہ قصور الشام وکذلک امھات النبیین
ترین - جمع الجوامع - یعنی آنحضرت فرماتے ہین کہ ہماری والدہ نے
وقت پیدا ہونے ہمارے ایک نور ایسا دیکھا کہ جس سے قصور بصری وشام
منور ہو گئے بقیہ اور سب روایات اگر جمع الجوامع مین نہین ہین تو اس سے
یہ نہین لازم آتا کہ یہ سب روایات ہی صحیح نہین کسواسطے کہ یہ ہے امام سیوطی رح
کتاب خصایص کبرے مین بقیہ سب حدیثون کی روایت کرتے ہین کہ جسکو ہم
آگے لکھین گے اور کسی حدیث پر سوائے اون تینون ابو نعیم والے حدیث کی
جسکا ذکر آگے آویگا کوئی اعتراض اور جرح نہین کرتے اور خصائص کی دیباچہ
مین سیوطی رح نے یہ لکھا ہے کہ اس کتاب مین ہمنے کوئی موضوع حدیث

نہین درج کیا ہے۔

الہلال (کنز العمال) مین متعدد ابواب تھے جہان یہ روایت آسکتی تھین
مثلا (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) مین
لیکن ایک اثر بھی وہان درج نہین کیا گیا۔

اقول کنز العمال مین بھی یہ تین حدیثین موجود ہین۔ **اوّل** انی عند اللہ
فی ام الکتاب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینہ
وساخبرکم بتاویل ذلک دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ عیسے
بی ورؤیا امی حین وضعت انہ خرج منہا نور اضاءت لہ
قصور الشام وکذلک امہات النبیین ترین۔ کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۱۲
دوم رات امی حین وضعتنی سطع منہا نور اضاءت منہ
قصور بصری۔ ابن سعد عن ابی العجفاء سوم رأت امی
کانہ خرج منہا نور اضاءت لہ قصور الشام۔ ابن سعد
عن ابی امامہ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۲۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ہمارے پیدائش کے وقت ہماری والدہ نے یہ دیکھا کہ ان
سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے قصور شام و بصری منور ہو گئے۔

الغرض کہ جس جس کتاب کے بہ نسبت صاحب مضمون نے یہ کہا کہ ان مین
کوئی ایک روایت بھی موجود نہین ان سب مین کوئی نہ کوئی روایت
ضرور ہی۔ اگر یہ سب کتابین لکھنے کیوقت صاحب الھلال کے سامنے
ہوتین تو البتہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ خیال کی غلطی ہے مگر باوجود اسکے کہ یہ سب
کتابین ان کے پیش نظر ہین جیسا کہ وہ خود اس مضمون کے حاشیہ مین
ایک جگہ لکھتے ہین کہ (سواے کتاب التوسل علامہ ابن تیمیہ کی باقی کتابین

پیش نظر ہین) یہ کہا جاتا ہے کہ ان مین ایک روایت بھی موجود ہین۔
ان ھذا لشیٔ عجاب۔

الہلال- معجزات ولادت مین صرف دو چار روایتین آنحضرت کی مختون ہونے کے نسبت البتہ درج کیے ہین لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کی ہین جنکے نسبت علامہ ابن تیمیہ کہتے ہین کہ: "وفیھا احادیث کثیرۃ ضعیفۃ موضوعۃ وھینۃ" اور پھر ان سب کے راوی اول حضرت ابن عباس ہین، اور اسلیے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ہے پس قابل احتجاج نہین۔

اقول- اسجگہ صاحب الہلال نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کی روایت کو بھی غلط ٹھہرانے کی کوشش کی ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ چونکہ کنز العمال مین جو چند حدیثین آنحضرت کے مختون پیدا ہونے کی ہین وہ سب ابن عساکر کی ہین اور علامہ ابن تیمیہ نے یہ کہا ہے کہ ابن عساکر مین ضعیف اور موضوع حدیثین بہت ہین۔ اور راوی اول ان سب احادیث کے حضرت ابن عباس ہین اسلیے یہ تمام روایات منقطع ہین۔ اور قابل حجت نہین۔

اگر صاحب الہلال اسکے لکھنے کیوقت ایک سرسری نظر بھی صرف اوسی خصائص کبری (جو وقت لکھنے مضمون کے اونکی پیش نظر تھے) باب الآیۃ فی ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم مختونا مقطوع السرۃ- پر نظر ڈالتے تو ایسا اعتراض نہ فرماتے کیونکہ قطع نظر اور کتابون کے صرف اوسی خصایص کے باب مذکور مین جو حدیثین درج ہین وہی ثبوت کافی واسطے صحت اس واقعہ کے ہین اور اسی سے جو جو اعتراضات

کئے گئے ہین وہ سب رد ہوتے ہین چنانچہ وہ حدیثین یہ ہین۔

اول اخرج الطبرانی فی الاوسط وابونعیم والخطیب وابن عساکر عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یر احد سوأتی + وصححہ الضیاء فی (المختارة) وقال ابن سعد انا یونس بن عطاء المکی حدثنی الحکم بن ابان العدنی حدثنا عکرمہ عن ابن عباس عن ابیہ العباس بن عبد المطلب قال ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختونا مسرورا فاعجب ذلک عبد المطلب وحظی عندہ وقال لیکونن لابنی ھذا شان فکان لہ شان + اخرجہ البیھقی وابونعیم وابن عساکر۔

یعنی طبرانی نے اوسط مین اور ابونعیم اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا آپ نے کہ مین ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا تھا + اور ضیاء نے (مختارہ) مین اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ابن سعد نے یونس بن عطاء مکی سے اور یونس نے حکم بن ابان سے اور حکم نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور ابن عباس نے اپنے باپ حضرت عباس رض سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوے پیدا ہوے تھے اور عبد المطلب کو اس سے بہت تعجب ہوا اور کہا کہ اس لڑکے کی بڑی شان ہوگی جیسا کہ ہوا) اخراج کیا اسکو بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے۔

دوم واخرج ابن عدی وابن عساکر من طریق عطاء عن ابن عباس قال ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا مختونا

یعنی اخراج کیا ابن عدی اور ابن عساکر نے عطاء سے اور اُنہون نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے۔

سوم واخرج ابن عساکر عن ابن عمر قال ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا مختونا ✦ قال الحاکم فی المستدرک تواترت الاحادیث انہ ولد مختونا وفی (الوشاح) لابن درید قال ابن الکلبی بلغنا عن کعب الاحبار انہ قال نجد فی بعض کتبنا ان ادم خلق مختونا واثنی عشر نبیا من بعدہ من ولدہ خلقوا مختنین اخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشیث وادریس ونوح وسام ولوط ویوسف وموسی وسلیمان وشعیب ویحیی وھود وصالح صلی اللہ علیہم اجمعین

یعنی ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے تھے حاکم نے (مستدرک) مین کہا کہ آنحضرت کے مختون پیدا ہونے کے بارہ مین احادیث کا تواتر ہے اور ابن درید کے وشاح مین ہے کہ کہا ابن کلبی نے کہ ہمکو یہ معلوم ہوا ہے کہ کعب احبار نے یہ کہا ہے کہ ہم اپنی بعض کتب مین یہ پاتے ہین کہ حضرت آدم ختنہ کئے ہوئے تھے اور بارہ اور نبی اونکی اولاد سے ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے جنکے نام یہ ہین حضرت شیث علیہ السلام ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سام لوط یوسف موسی سلیمان شعیب یحیی ہود صالح۔ اور سب سے آخر مین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے۔ (خصائص کبرے جلد صفحہ ۵۳ مطبوعہ۔ دایرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

بس ان تین حدیثون سے آنحضرت کا مختون پیدا ہونا محقق ہو گیا۔ اور

سب اعتراضات دفع ہو گئے یعنی یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات سب صرف ابن عساکر کے نہین ہین بلکہ طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور خطیب اور ابن عدی وغیرہ نے بھی اسکی روایت کی ہے اور ان کے راوی صرف ابن عباس نہین ہین بلکہ حضرت انس اور ابن عمر بھی ہین اور یہ کہ ابن سعد کی روایت مین سب راویون کا نام بھی موجود ہے کہ کس کس نے کس کس سے روایت کی - اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضیاء نے (مختارہ) مین اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حاکم نے (مستدرک) مین یہ کہا ہے کہ آنحضرت کے مختون پیدا ہونے کی احادیث متواتر ہین -

پس جو حدیث کہ اتنے طرق سے مروی ہو اور متواتر ہو اوسکے نسبت یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ غیر صحیح ہے اور قابل احتجاج نہین ہین -

اور صاحب **الهلال** کو تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے پر اعتراض تھا مگر ان احادیث سے تو بہت صاف طور پر آنحضرت لگا کر تیرہ انبیاؤن کا مختون پیدا ہونا ثابت ہو گیا -

الهلال پس درصل ان قصص کا سرچشمۂ وحید، اور مبداء اول وہ تین طول طویل حدیثین ہین جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے تمر و بن قتیبہ، ابن عباس، اور خود حضرت عباس کے نسبت سے روایت کیا ہے، اور یہ بھی روایات ہین، جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس آرا وعظون نے اپنی گرمی مجلس کے لئے استقبال کیا، اور پھر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر متاخرین مین داخل ہو گیئن - (اسکے بعد تینون حدیثون کو لکھا ہے)

اقول یہان صاحب **الهلال** نے اپنے مدعا کو بہت ہوشیاری سے اسطرحسے ثابت کرنا چاہا ہے کہ سب احادیث جو واقعات زمانۂ حمل و ولادت

کئے گئے ہیں وہ سب رد ہوتے ہیں چنانچہ وہ حدیثین یہ ہین۔

اول اخرج الطبرانی فی الاوسط وابونعیم والخطیب وابن عساکر عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یر احد سوأتی + وصححہ الضیاء فی (المختارۃ) وقال ابن سعد انا یونس بن عطاء المکی حدثنی الحکم بن ابان العدنی حدثنا عکرمہ عن ابن عباس عن ابیہ العباس بن عبد المطلب قال ولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم مختونا مسرورا فاعجب ذلک عبد المطلب وحظی عندہ وقال لیکونن لابنی ھذا شان فکان لہ شان + اخرجہ البیھقی وابونعیم وابن عساکر۔

یعنی طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا آپ نے کہ مین ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا تھا + اور ضیاء نے (مختارہ) مین اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ابن سعد نے یونس بن عطاء مکی سے اور یونس نے حکم بن ابان سے اور حکم نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور ابن عباس نے اپنے باپ حضرت عباس رضی سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور عبد المطلب کو اس سے بہت تعجب ہوا اور کہا کہ اس لڑکے کی بڑی شان ہو گی جیسا کہ ہوا) اخراج کیا اسکو بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے۔

دوم واخرج ابن عدی وابن عساکر من طریق عطاء عن ابن عباس قال ولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم مسرورا مختونا

بن یحیی عن اسحاق بن عبد اللہ ان ام رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم قالت لما ولدتہ خرج من فرجی نور اضاء لہ قصور الشام

فولدتہ نظیفا ما بہ قذر و وقع الی الارض وھو جالس علے

الارض بیدہ - وقال انبانا معاذ العنبری حدثنا ابن عون

عن ابن القبطیۃ فی مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال قالت امہ رایت کان شھابا خرج منی

اضاءت لہ الارض -

یعنی فرمایا والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وقت وضع حمل کے

ایک نور ہمسے ایسا ظاہر ہوا کہ جس سے قصور شام منور ہوگئے اور آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم پاک وصاف پیدا ہوئے آپ مین کوئی پلیدی نہ تھی

اور بعد پیدا ہونے کے ہاتھ کے بل آپ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے -

اسکے راوی بھی وہی ابن سعد ہین جنکا انتقال ۲۹ سنہ مین ہوا ہے

اور ابو نعیم کو اس روایت سے کوئی سروکار نہین -

نمبر ۹

واخرج ابو نعیم عن عبد الرحمن بن عوف عن امہ الشفاء

بنت عمرو بن عوف قالت لما ولدت امنۃ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وقع علی یدی فاستھل فسمعت قائلا یقول

رحمک اللہ ورحمک ربک قالت الشفاء فاضلولی ما بین

المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الروم قالت

ثم البستہ - واضجعتہ فلم انشب ان غشیتنی ظلمۃ ورعب

وقشعریرۃ عن یمینی فسمعت قائلا یقول این ذھبت بہ

قال الی المغرب واسفر خلاف عنی ثم عاود نی الرعب الظلمة والقشعریرة عن یساری فسمعت قائلا یقول این ذهبت به قال الی المشرق قالت فلم یزل الحدیث منی علی بال حتی ابتعثه الله فکنت فی اول الناس اسلاما۔

یعنی شفا کہتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو روئے پس ایک آواز میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے رحمك الله ورحمك ربك پھر مابین مشرق ومشرق روشن ہوگیا یہاں تک کہ میں نے بعض قصور روم کو دیکھا پھر میں نے آپکو کپڑا پہنا کر سولا دیا پھر طاری ہوئی مجھ پر تاریکی اور رعب اور لرزہ داہنے طرف سے پس سنا میں نے ایک کہنے والے کو کہ کہتا ہے کہ کہاں لیگئے ان کو کہا دوسرے نے کہ مغرب کے طرف پھر وہی تاریکی وغیرہ مجھپر بائیں طرف سے طاری ہوئی پس سنا میں نے ایک کہنے والے کو کہتا ہے کہ کہاں لے گئے ان کو کہا دوسرے نے طرف مشرق کے۔

اسکے راوی ابو نعیم ہیں۔

نمبر ۱۰

وروی الحافظ ابو زکریا یحیی بن عایذ فی مولدہ عن ابن عباس ان امنة کانت تحدث عن یوم میلادہ ومارات من العجائب قالت بینا انا اعجب اذا انا بثلاثة نفر ظننت ان الشمس تطلع من خلال وجوههم بید احدهم ابریق فضة وفی ذلك الابریق ریح کریح المسك وفی ید الثانی طشت من زمردة خضراء علیها اربعة نواحی علی کل ناحیة من نواحیها لولوة بیضاء واذا قائل یقول هذہ

الدنیا نشرھا وغربھا و برھا و بحرھا فاقبض یا حبیب اللہ
علی ای ناحیۃ شئت منہا قالت فدرت لانظر این قبض
من الطشت فاذا ھو قد قبض علیٰ وسطہا فسمعت القائل
یقول قبض محمد علی الکعبۃ ورب الکعبۃ اما ان اللہ قد جعلہا
لہ قبلہ ومسکنا مبارکا ورایت بید الثالث حریرۃ بیضاء
مطویۃ طیا شدیدا فنشرھا فاذا فیہا خاتم تحار ابصار الناظرین
دونہ ثم جاء الی فتناولہ صاحب الطشت فغسل بذلک
الابریق سبع مرات ثم ختم بین کتفیہ بالخاتم ختما واحد اولفہ
فی الحریرۃ مربوطا علیہ بخیط من المسک الاذفر ثم حملہ
فادخلہ بین اجنحتہ ساعۃ - قال ابن عباس کان ذلک
رضوان خازن الجنان وقال فی اذنہ کلاما لم افہمہ وقال
ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیتہ فانت اکثرھم
علما واشجعہم قلبا معک مفاتیح النصرۃ قد البست الخوف
والرعب لا یسمع احد بذکرک الا وجل فوادہ وخاف
قلبہ وان لم یرک یا خلیفۃ اللہ =

یعنی حضرت آمنہ نے فرمایا کہ وقت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مینے یہ سب عجائبات دیکھا کہ تین آدمی آئے کہ جنکا چہرہ مثل آفتاب
کے روشن تھا ایک کے ہاتھ مین چاندی کا کوزہ تھا کہ جسکی خوشبو مثل
مشک کے تھی اور دوسرے کے ہاتھ مین زمرد سبز کا طشت تھا
اوسکے چار گوشے تھے اور ہر گوشہ پر اوسکے لولوی سفید لگا ہوا تھا
ایک کہنے والے [illegible]

اسکو لوائے اللہ کے دوست جو گوشہ یمین سے چاہو پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس طشت کے وسط کو پکڑا پس سُنا ایک کہنے
والے کو کہ کہتا ہے کہ قبضہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ پر اور آگاہ ہو
کہ اللہ تعالے نے اسکو آپ کا قبلہ اور مسکن مبارک بنایا اور تیسرے
کے ہاتھ مین سفید حریر تھا اچھی طرح سے لپٹا ہوا پس
کھولا اوس نے اوسکو اوسمین نہایت عمدہ ایک انگوٹھی تھی کہ جس سے دیکھنے
والون کو حیرت ہوئی - پس آنحضرت کو لیکر کے اوس طشت مین اوس کوزہ
سے دھویا سات مرتبہ پھر اوس انگوٹھی سے ایک مہر کیا آپ کے دونون شانہ
کے درمیان اور آپ کو حریر مین لپیٹ کر اور ایک بند جو گویا مثل مشک اذفر
کے تھا اوس پر باندھکر اور اوٹھاکر ایک ساعت دونون پر کے درمیان لیا -
(حضرت عباس رض فرماتے ہین کہ یہ خازن جنان تھے) اور آپ کے کان
مین کچھ کہا کہ جسکو ہمنے نہ سمجھا اور کہا کہ خوشخبری ہو آپ کو یا حضرت کہ آپکو
علوم جمیع انبیا کا عطا ہوا آپ سب انبیا سے زیادہ صاحب علم اور شجاع
ہونگے آپ کو فتوحات کی کنجی دیگئی آپکا رعب سب پر غالب ہوگا جو
آپ کا ذکر سنیگا وہ ڈر جائیگا اور اگرچہ اوسنے آپ کو نہ دیکھا ہو اے خلیفہ
اللہ کے - اسکے راوی حافظ ابو ذکریا ہین اور ابو نعیم کو اس روایت سے
کوئی تعلق نہین - انتقال ابو زکریا ۳۹۶ھ تین سو چھیانوے ہجری مین ہوا -

نمبر ۱۱

واخرج ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن عکرمہ قال لما ولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اشرقت الارض نورا فقال ابلیس
لقد ولد اللیلۃ ولد یفسد علینا امرنا فقال لہ جنودہ

فلو ذهبت الیہ فخبلتہ فلما دنی من النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعث اللہ جبرئیل فرکضہ رکضۃ فوقع بعدن۔

یعنی وقت پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین روشن ہوگئی۔ اور ابلیس نے کہا کہ آجکی رات ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے کہ جو میرا کام فاسد کردیگا پس جنود ابلیس نے کہا کہ تو جا کر اوس لڑکے کے عقل کو فاسد کردے پس جب ابلیس نزدیک گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا اور انہون نے ایک ایسی لات ماری کہ ابلیس عدن مین جاکر گر پڑا۔

اسکے راوی ابن ابی حاتم ہین انتقال ابن ابی حاتم کا بماہ محرم ۳۲۷ھ تین سو ستائیس ہجری ہو۔ اس روایت سے بھی ابونعیم بے تعلق ہین۔

نمبر ۱۲

واخرج البیہقی وابو نعیم والخرائطی فی الھواتف وابن عساکر من طریق ابی ایوب یعلی بن عمران البجلی عن مخزوم بن ھانی المخزومی عن ابیہ واتت لہ مائۃ وخمسون سنۃ قال لما کانت اللیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منہ اربعۃ عشر شرافۃ وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذلک الف عام وغاضت بحیرۃ ساوہ فلما اصبح کسریٰ افزعہ ذلک فتصبر علیہ تشجعا فلما عیل صبرہ رای ان لا یستر ذلک عن وزرائہ فلبس تاجہ وقعد علیٰ سریرہ وجمعھم الیہ واخبرھم بما رای فبینما ھم کذلک

اذ ورد عليه الكتاب بخمود النار فازداد غما الى غمه فقال
له الموبذان وانا اصلح الله الملك رايت فى هذه الليلة
ابلا صعابا تقود خيلا عرابا قد قطعت دجلة وانتشرت
فى بلادها فقال اى شئ يكون يا موبذان قال حادث
يكون من ناحية العرب فكتب كسرى الى النعمان بن المنذر
اما بعد فوجه الى برجل عالم بما اريد ان اساله عنه فوجه
اليه بعبد المسيح بن عمرو بن حسان الغسانى فلما ورد عليه
قال له الملك الك علم بما اريد ان اسالك عنه قال
ليخبرنى الملك فان كان عندى منه علم والا اخبرته
بمن يعلمه فاخبره قال علم ذلك عند خال لى يسكن
مشارف الشام يقال له سطيح قال فاته فاساله فخرج
عبد المسيح حتى انتهى الى سطيح وقد اشفى على الضريح
فسلم عليه فلما سمع سطيح سلامه رفع راسه وقال
عبد المسيح على جمل مشيح - اقبل الى سطيح - وقد اوفى
على الضريح - بعثك ملك بنى ساسان - لارتجاس الايوان
وخمود النيران - ورؤيا الموبذان - راى ابلا صعابا -
تقود خيلا عرابا - قد قطعت دجلة وانتشرت فى بلادها
يا عبد المسيح اذا كثرت التلاوة - وظهر صاحب الهراوة -
وفاض وادى السماوة - وغاضت بحيرة ساوه - وخمدت
نار فارس - فليس الشام لسطيح شاما يملك منهم ملوك
وملكات - على عدد الشرفات - وكل ما هو آت آت -

ثم قضى سطیح مکانه فاتی عبد المسیح الی کسری فاخبره فقال الی ان یملك منها اربعة عشرة ملکا کانت امور و امور فملك منهم عشرة فی اربع سنین و ملك الباقون الی خلافة عثمان - قال ابن عساکر حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث مخزوم عن ابیه تفرد به ابو ایوب البجلی هکذا قال فی ترجمة سطیح فی تاریخه وقال فی ترجمة عبد المسیح بعد ان اخرجه من هذا الطریق ورواه بن خربوذ عن بشر بن تمیم المکی قال لما کانت اللیلة التی ولد فیها رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم فذکر نحوه - قلت - ومن هذا الطریق اخرجه عبدان فی کتاب الصحابة وقال ابن حجر فی الاصابه انه مرسل -

یعنی جس شب کو آپکی ولادت ہوئی اوس شب ایوان کسری کو جنبش ہوئی اور اوسکے چودہ کنگرہ گرگئے اور آتش فارس جو ہزار برس سے ٹھنڈے نہین ہوے تھے وہ ٹھنڈے ہوگئے بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا وغیرہ وغیرہ -

یہ وہی حدیث ہے کہ جسکو صاحب الضلال نے چوتھی روایت قرار اوسکا خلاصہ اپنے تحریر کے آخر مین (کسر ایوان کسری وغیرہ) کے عنوان سے لکھا ہے ناظرین اسکو اوس جگہ ملاحظہ کرین -

اسکے راوی بیہقی و ابو نعیم او خرائطی ہین پیدایش بیہقی کے ۳۸۴ سنہ تین سو چوراسی ہجری مین ہے -

اس حدیث پر جو صاحب الضلال نے اعتراض کیا ہے اوس کا جواب ہم اوس جگہ دینگے جہان وہ اعتراض ہے -

نمبر ۱۳

واخرج الخرائطي في الهواتف وابن عساكر عن عروة ان نفرا من قريش منهم ورقة بن نوفل وزيد بن عمرو ابن نفيل وعبيد الله بن جحش وعثمان بن الحويرث كانوا عند صنم لهم يجتمعون اليه قد خلوا عليه ليلة فرأوه مكبوبا على وجهه فانكروا ذلك فاخذوه فردوه الى حاله فلم يلبث ان انقلب انقلابا عنيفا فردوه الى حاله فانقلب الثالثة فقال عثمان بن الحويرث ان هذا الامر قد حدث وذلك في الليلة التي ولد فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم - الخ

اس حدیث مین یہ ذکر ہے کہ ایک شب ایک جماعت قریش کی ایک بت کے پاس داخل ہوئی پس دیکھا اوس بت کو کہ اوندھا پڑا ہے اوس کو سیدھا کر دیا وہ پھر اوندھا ہو گیا اوسکو سیدھا کر دیا وہ پھر اوندھا ہو گیا غرضکہ اسی طرح تین مرتبہ اوسکو سیدھا کیا مگر وہ پھر اوندھا ہو گیا اور یہ واقعہ اوس شب کا ہے کہ جس شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی -

اسکے بعد چند اشعار ہین جس مین عثمان نے جو اوس جماعت قریش مین موجود تھے اوس بت کے سبب اوندھے ہونے کا پوچھا - ہاتف نے اوس بت کے اندر سے یہ جواب دیا کہ سبب اسکا یہ ہے کہ آج کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہین جو ایسے بڑے درجے کے آدمی ہین

راوی اسکے خرائطی اور ابن عساکر ہین -

یہ چند حدیثین ہین منجملہ اون سب احادیث کے کہ جسمین اون واقعات کا ذکر ہے کہ جو وقت ولادت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے وقوع مین

آئے تھے اور جسکی روایت باسناد صحیحہ وطرق مختلفہ بڑی بڑی مستند اور مشاہیر محدثین سوائے ابونعیم کے دوسری صدی سے برابر کرتے آئے ہین اور علاوہ ان احادیث کے اور حدیثین جو سوائے ان سب کتابون کے دوسری دوسری کتابون مین ہین اوسکا یہان ذکر نہین مگر آج یہ کہا جاتا ہے (کہ سرچشمہ وحید اور مبدا، اول وہی تین حدیثین ابونعیم والی ہین جسکا آگے چلکر قصاص اور واعظون نے استقبال کیا) اور اون سب حدیثون کا جو اوسی خصایص مین اوسی باب کے اندر ہین جہان یہ تین حدیثین ہین ذکر تک نہین کیا جاتا صرف اون ہی تینون پر قصہ ختم کیا جاتا ہے وبس۔ اور کیونکہ یہ تین حدیثین سرچشمہ وحید اور مبدا، اول ہین اس پر کوئی دلیل اور حجت بھی نہین لائی جاتی ہے۔

جو حدیث کہ پانچوین صدی مین روایت کی گئی ہو اوسکو مبدا اور سرچشمہ اون احادیث کا قرار دینا کہ جو صدہا برس اوسکے قبل روایت کی گئی ہون ایک عجیب وغریب امر ہے۔ ماقبل مبدا، اور سرچشمہ مابعد کا ہوتا ہے نہ کہ مابعد ماقبل کا۔ افسوس۔ کیا کسی واقعہ مذہبی کو غلط اور غیر صحیح ثابت کرنے کا یہی طریقہ ہے اور کیا کسی اصول حدیث کی کتاب مین یہ بھی قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جسقدر احادیث اوسکے بارہ مین آئی ہون اون مین سے صرف دو تین حدیثون کو لے لیا اور بلا دلیل اوسکو سرچشمہ وحید اور مبدا، اول قرار دیکر موضوع کہدیا اور اس بنا پر اوس واقعہ ہی کو غلط ٹھہرایا وبس اور بقیہ احادیث صحیحہ جو اوس بارہ مین آئی ہون اوس کو ہاتھ تک نہین لگایا۔ اگر یہی اصول قایم کیا جائے اور ہر جگہ اسی اصول سے کام لیا جائے تو شاید کوئی واقعہ بھی صحیح نہین ٹھہر سکتا کسواسطے کہ کوئی واقعہ ایسا نہین ہے کہ جسکے بہ نسبت

منجملہ احادیث کے دو چار حدیثین غیر صحیح بھی نہ آئی ہون۔ ہان کسی امر کو غلط ٹھہرانے کیواسطے یہ دو طور البتہ محدثین اور ایمہ دین مین جاری ہے ایک تو یہ کہ جسقدر احادیث اوسکے متعلق آئی ہین اون سب کو لیکر ایک ایک پر جرح کر کے سب کو غیر صحیح ثابت کیا اور دویم یہ کہ کسی مستند شخص کا قول اس مضمون کا پیش کیا کہ فلان بارہ مین جسقدر حدیثین آئی ہین وہ سب غیر صحیح و موضوع ہین وبس۔ اور سوائے ان دو کے اور کوئی طریقہ نہین ہے۔ پس اگر اسی دو طریقے سے کوئی ایک اختیار کر کے وقعات متعلقہ ولادت وغیرہ غلط ٹھہرایا جاتا تو البتہ وہ کسی قدر قابل خیال ہوسکتا تھا مگر صاحب الھلال نے نہ معلوم کہ یہ نیا قاعدہ کہان سے نکالا اور یہ جدید اصول کہان سے قایم کیا کہ چونکہ تین حدیثین وقعات متعلقہ ولادت کے بارہ مین موضوع ہین اسواسطے وہ سب وقعات ہی سرے سے غلط ہین۔

الھلال لیکن یہ تینون روایتین قطعاً بے اصل ہین بوجوہ ذیل۔

(۱) حافظ ابو نعیم پانچوین صدی کے حفاظ حدیث مین سے ہین (ذہبی) نے ان کو تیرہوین طبقہ کے ذیل مین شمار کیا ہے اور (تذکرہ) مین مفصل ترجمہ لکھا ہے ان کی جلالت مرتبہ سے انکار نہین لیکن کیا کیجیے کہ یہ اون لوگون مین ہین جنکی نسبت مسلم ہے کہ فضائل و معجزات مین رطب و یابس اور ضعیف و موضوع ہر طرح کی حدیثین درج کر دیا کرتے تھے

اقول حافظ ابو نعیم پانچوین صدی کے آدمی ہون یا اور اوسکے بعد کے اور ذہبی اون کو تیرہوین طبقہ مین شمار کرین یا اور کسی طبقہ مین لیکن جب بڑے بڑے محدثین سوائے ابو نعیم کے بھی اس مضمون کی حدیث کی روایت دوسری صدی سے لیکر برابر کرتے چلے آتے ہین تو اب

ابو نعیم کا پانچوین صدی مین ہونا کیا مضر ہے ۔ ذہبی نے تذکرہ مین انکا
مفصل ذکر تو کیا ہے مگر اوسمین یہ کہین نہین لکھا ہے کہ (یہ اون لوگون
مین سے ہین جنکی نسبت مسلم ہے کہ وہ فضائل و معجزات مین طب و یابس
اور ضعیف و موضوع ہر طرح کی حدیثین درج کردیا کرتے تھے ۔

الہلال یہانتک کہ (علامہ ابن تیمیہ) کو علامہ ابو الشیخ صفہانی
کے ذکر مین لکھنا پڑا و فیہا احادیث کثیرۃ قویۃ و صحیحۃ و حسنۃ
و احادیث کثیرۃ ضعیفۃ ۔ و موضوعۃ ۔ و کذلک ما یرویہ
ابو نعیم فی فضائل الخلفاء فی کتاب مفرد فی اول
حلیۃ الاولیا (کتاب التوسل)

اقول ابن تیمیہ ایسا شخص نہین ہے کہ جسکا قول دینیات مین قابل
اعتبار ہو ۔ شاید یہ جملہ پرستاران ابن تیمیہ پر شاق گذریگا مگر نہین
واقعات ابن تیمیہ کھلے طور پر اس بات کی شہادت کافی دیتے ہین
کہ دینیات مین اسکا قول قابل السند نہین ہے اور بڑے بڑے ائمہ دین
مثلاً ابن حجر اور سبکی وغیرہ نے بھی اوسکے بہ نسبت یہی رائے قائم کی ہے
چنانچہ ہم اس مقام پر ابن حجر مکی کا قول جوہر منظم سے نقل کرتے ہین ۔
ابن حجر مکی کہتے ہین ۔ قلت من ھو ابن تیمیہ حتے ینظر الیہ
او یعول فی شئ من امور الدین علیہ وھل ھو الا کما
قال جماعۃ من الایمۃ الذین تعقبوا کلماتہ الفاسدۃ
وحججہ الکاسدۃ حتی اظہروا عوار سقطاتہ وقبائح
اوھامہ وغلطاتہ کالعز بن جماعۃ عبد اضلہ اللہ تعالی
واغواہ والبسہ رداء الخزی وارداہ وبواہ من قوۃ

الافتراء والكذب ما اعقبه الهوان واوجب له الحرمان
یعنی ایک جماعت ایمہ دین کی یہ راے ہے کہ ابن تیمیہ کا قول بینات میں
قابل اعتبار نہیں کسواسطے کہ یہ گمراہ ہوگیا تھا - (جوہر منظم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹)
اور اسکے چند سطر کے بعد عقائد ابن تیمیہ اور یہ کہ اوسکا انجام کیا ہوا جو لکھا ہے
اوسکو بھی سن لیجئے -

وما وقع من ابن تیمیه مما ذکر وان کان عثرة لا تقال
ابدا ومصیبة یستمر علیه شومها ودوام سرمد الیس
بعجیب فانه سولت له نفسه وهواه وشیطانه انه
ضرب مع المجتهدین بسهم صائب وما دری المحروم
انه اتی با قبح المعائب اذ خالف اجماعهم فی مسائل
کثیرة وتدارک علی ائمتهم سیما الخلفاء الراشدین
باعتراضات سخیفة شهیرة واتی من نحو هذه الخرافات
بما تمجه الاسماع وتنفر عنه الطباع حتی تجاوز الی
الجناب الاقدس المنزه سبحانه وتعالی عن کل
نقص والمستحق لکل کمال انفس فنسب الیه
العظائم والکبائر واخرق سیاج عظمته وکبریاء جلالته
بما اظهره للعامه علی المنابر من دعوی الجهة والتجسیم
وتضلیل من لم یعتقد ذلک من المتقدمین والمتاخرین
حتی قام علیه علماء عصره والزموا السلطان بقتله
او حبسه وقهره فحبسه الی ان مات وخمدت تلک
البدع وزالت تلک الظلمات - ثم انتصر له اتباع

لم یرفع اللہ تعالیٰ لھم راسًا ولم یظھر لھم جاھا ولا باسًا بل ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون - (جوہر منظم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶)

یعنی ابن تیمیہ سخت گمراہ ہوگیا تھا اسنے ایمہ دین اور خلفاء راشدین پر ایسے ایسے سخت اعتراضات کیے ہین کہ جسکے سننے سے نفرت ہوتی ہے اور اس گمراہی نے اسکے یہان تک ترقی کیا کہ اللہ تعالیٰ کی جسم وغیرہ ٹھہرایا جبکہ اسکا یہ حال ہوا تو علماؤن نے اسکے قید کا فتوٰی دیا چنانچہ سلطان وقت نے اسکو قید کیا اور یہ قید ہی مین مرگیا اور اپنی سزائے اعمال کو پہونچا -

علاوہ اسکے ابن تیمیہ کا قول اس خصوص مین بدین وجہ اور بھی زیادہ ناقابل اعتنا ہے کہ احادیث صحیحہ کے غیر صحیح کہدینے مین یہ بہت مبالغہ کرتے ہین اور احادیث غیر موضوع کو موضوع کہدینا انکے بائین ہاتھ کا کام ہے منھاج السنۃ فی رد منھاج الکرامۃ للحلی مین بھی انہون نے ایسا ہی کیا ہے کہ بسا احادیث غیر موضوع کو موضوع اور حسان کو باطل لکھدیا چنانچہ ابن حجر لسان المیزان مین اسکے بنسبت جو لکھتے ہین اوسکا خلاصہ یہ ہے -

طالعت رد ابن تیمیہ علی الحلی فوجدتہ کثیر التحامل فی رد الاحادیث التی یوردھا ابن المطھر الحلی ورد فی ردہ کثیرا من الاحادیث الجیاد - یعنی ابن حجر کہتے ہین کہ ہمنے منھاج السنۃ کو کہ جسکو ابن تیمیہ نے علامہ حلی کے منھاج الکرامۃ کے رد مین لکھا ہے دیکھا اسمین ابن تیمیہ نے بہت سی صحیح حدیثون کو جسکو علامہ حلی لائے تھے موضوع کہدیا ہے -

الہلال مگر یہ واضح رہے کہ علامہ موصوف کی رسوخ حدیث ، وحفظ

وضبط، واتقان فن کا وہ ارفع واعلیٰ مقام ہے، جس سے انکی سخت سے سخت مخالف کو بھی کبھی انکار کی جرأت نہو سکی الخ

اقول علامہ موصوف کا رسوخ حدیث وحفظ وضبط واتقان فن مین کتنا ہی بڑا واعلیٰ وارفع مقام ہو مگر جب بڑے بڑے ایمہ دین نے اس امر کی صاف تصریح کردی کہ اوسکا قول امور دین مین قابل سند نہین جیساکہ اوپر بیان ہوا تو اب اوسکے رسوخ حدیث وحفظ وضبط واتقان فن وغیرہ سے ہمکو کیا مطلب وہ جو کچھہ ہو مگر اوسکا قول قابل سند نہین -

الہلال حافظ ذہبی کے نزدیک یہ غفلت اونکی مقبولیت مین خلل انداز نہین، لیکن افسوس کہ ایسی خطرناک مقبولیت نے موضوعات وحکایات کو قوم مین پھیلا دیا، جنکی وجہ سے آج اسلام کو شرمندہ اغیار، اور ہدف طعنہ مخالفین واجانب بننا پڑتا ہے -

اقول بیشک حافظ ذہبی کا یہ قول بہت صحیح ہے کہ اگر ابونعیم اور ابن مندہ سے بعض جگہ کچھہ غفلت جو لوازمہ بشریت سے ہی ہوئی بھی ہو تو یہ غفلت اونکی مقبولیت مین خلل انداز نہین ہوسکتی جسطرحسے کہ ابن تیمیہ کا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے شان مین کلمات سخیفہ کا استعمال کرنا اور غدا کیواسطے جہت اور جسم ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ اور موافق فتوی علما کے اوسکا قید کیا جانا - اور قید خانہ ہی مین مرجانا - جو بحوالہ کتاب جوہر منظم اوپر بیان ہوا ابن تیمیہ کی مقبولیت مین خلل انداز نہین ہوا باوجودیکہ اوسکے اس خطرناک مقبولیت نے ایسے عقائد فاسدہ کو قوم مین پھیلا دیا جسکے وجہ سے آج اسلام کو شرمندہ اغیار اور ہدف طعنہ مخالفین واجانب بننا پڑتا ہے -

اور یہ بھی نہین معلوم کہ ابونعیم کی قبولیت نے اگر ایسے حکایات کو قوم مین

پھیلا دیا تو اس سے آج اسلام کو شرمندہ کیون ہونا پڑتا ہے۔ اسلام تو ہمیشہ سے اس امر پر فخر و مباہات کرتا آیا ہے کہ بانی اسلام کا وہ مرتبہ بلند وارفع و اعلیٰ تھا کہ جنکی ولادت کے وقت ایسے ایسے خوارق و معجزات ظہور مین آئے مگر آج کیون شرمندہ ہوتا ہے اسکی کوئی وجہ نہین معلوم شاید ہندوستان کا اسلام علیگڈھ کے مدرسہ کی ہوا کھا کر اور بانی مدرسہ کی تالیفات کی سیر کرکے اسقدر شرماؤ ہو گیا ہے ورنہ اور ملکون کا اسلام آج بھی ایسی ایسی حکایات پر فخر کرتا ہے

الہلال کسرہ ایوان کسرے وغیرہ۔ تا آخر تحریر۔

اقول یہ وہی حدیث ہے کہ جسکو ہمنے اوپر نمبر ۱۳ مین نقل کیا ہے یہ حدیث اسوجہ سے ناقابل اعتنا ٹھہرائی جاتی ہے کہ راوی اسکے مخزوم ابن ہانی ہین۔ اور حافظ سیوطی نے اسکے نقل کے بعد یہ لکھا ہے کہ ابن عساکر نے اسکے نسبت کہا ہے کہ "حدیث غریب ہے جسکو سوائے ابن مخزوم کے اور کسی نے روایت نہین کیا ہے" مگر یہ دلیل قابل قبول نہین بچند وجہ۔

اول تو ابن عساکر کے اس کہنے کا (کہ حدیث غریب ہے جسکا راوی سوائے ابن مخزوم کے اور کوئی نہین ہے) یہ مطلب کیونکر ہوا کہ یہ حدیث صحیح نہین۔ ترمذی مین بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ جسکے بہ نسبت امام ترمذی رحمہ نے بھی یہی کہا ہے کہ ھذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث فلان۔ تو کیا اس سے امام ترمذی کا یہ مطلب ہے کہ یہ حدیث بکدم سے موضوع ہے ہرگز نہین۔ **دوم** یہ کہ پوری عبارت ابن عساکر کی جسکو حافظ سیوطی نے خصائص کبریٰ مین نقل کیا ہے اور جسکو ہمنے نمبر ۱۳ کی حدیث مین لکھا ہے۔ یہ ہے۔

قال ابن عساکر حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث مخزوم عن ابیہ تفرد بہ ابو ایوب البجلی ھکذا قال فی ترجمۃ سطیح فی تاریخہ

وقال فی ترجمة عبد المسیح بعد ان اخرجه من هذ الطريق ورواه
معروف بن خربوذ عن بشر بن تيم المکی قال لما كانت الليلة
التی ولد فيها رسول الله صلے الله عليه وسلم فذكره نحوه -
قلت من هذ الطريق اخرجه عبدان فی كتاب الصحابه وقال ابن حجر فی الاصابه انه مرسل
مگر صاحب الطلال نے صرف ابو ایوب البجلی تک تو نقل کیا اور بعد اوسکے
سب عبارت چھوڑ دیا - جو عبارت کہ چھوڑ دیگئی ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کو
معروف بن خربوذ نے (یہ دوسری صدی مین ہوئی ہین) بشر بن تیم المکی سے اور
عبدان نے بھی کتاب صحابہ مین روایت کیا ہے اور ابن حجر نے صحابہ مین یہ کہا ہے کہ
یہ حدیث مرسل ہے - پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیث علاوہ مخزوم کی دوسری
طریق سے بھی آئی ہے کہ جسمین کسی قسم کا کوئی ضعف نہین ہے پس جو حدیث کہ
چند طرق سے آئی ہو اگر اوسمین سے کسی ایک طریقہ مین کچھہ ضعف مان بھی لیا جائے
(اور حالانکہ اس حدیث مین تو ایسا ہے بھی نہین) تو اس سے یہ نہین لازم آتا
ہے کہ وہ حدیث صحیح ہی نہین ہے تا وقتیکہ سب طرق اوسکے ضعیف نہ ثابت
ہو جائین - **سوم** یہ کہ ابن حجر نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے اور حدیث
مرسل مقبول ہے - فتاملوا وتفکروا - فقط

تمت

مولف رسالہ ہذا

عمر کریم ساکن بانکی پور محلہ سنگی مسجد

سنہ ۱۳۳۱ھ